شائع کردہ
روزہ
و
زکوٰۃ
ناشر
کتابستان قاسم جان اسٹریٹ دلی
خلیق

تعالیٰ اللہ الملک الحق

روزہ اور زکوٰۃ

فضائل - فوائد - مقاصد
احکام اور مسائل

از

حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب

شیخ الحدیث وصدر مفتی مدرسہ امینیہ کشمیری گیٹ دہلی

(سابق) ناظم عمومی جمعیۃ علماء ہند

ناشر

کتابستان۔ قاسم جان اسٹریٹ۔ دہلی ۶

مطبوعہ الجمعیۃ پریس دہلی ——— قیمت ۶۰ پیسے

فہرست مضامین

ہر قسم کی کتابیں بکفایت ملنے کا پتہ
کتابستان۔ قاسم جان اسٹریٹ۔ دہلی ۶

کتبہ نذیرالدولہ ۱۰؍ رجب ۱۳۸۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روزہ اور زکوٰۃ

سمجھنے کی باتیں

(۱)

فاقہ کرنا اچھی بات ہے۔ تین چار روز چھوڑ کر ایک وقت کھانا نہ کھاؤ۔ اس سے معدہ صحیح رہتا ہے۔ تندرستی ٹھیک رہتی ہے بھوک برداشت کر لینے کی عادت ہوتی ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کام کاج میں کھانے کا وقت نہیں ملتا۔ اگر آپ دوکاندار ہیں تو ایسا ہوتا ہے کہ آپ کو بھوک لگ رہی ہے۔ کھانا بھی آگیا ہے مگر ٹھیک اسی وقت گاہک آجاتے ہیں اگر آپ فاقہ کرنے کے عادی ہیں تو آپ کو جھونجل نہیں آتی۔ آپ گاہک سے ڈھنگ کی باتیں کرتے ہیں اور نفع کما لیتے ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ سفر میں

کھانا نہیں ملتا ۔ اگر آپ کو فاقہ کر لینے کی عادت ہے تو آپ پریشان نہیں ہوتے
فاقہ کر لینے کا ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ آپ کے اندر اُن غریبوں
سے ہمدردی پیدا ہوتی ہے جو اپنی غریبی کی وجہ سے فاقہ پر مجبور ہیں ۔ یہ
ہمدردی بڑی چیز ہے ۔ انسانیت کا جوہر ہے ۔

فاقہ سے رُوحانیت میں بھی تازگی پیدا ہوتی ہے ۔ یادِ خدا میں
دل لگتا ہے ۔ اسی لئے ہر ایک مذہب کے اچھے لوگ فاقہ کرتے ہیں
بلکہ فاقہ کی عادت ڈالتے ہیں ۔ اسلام نے اس عادت کی تعریف کی ہے
مگر اس کی تعلیم یہ ہے کہ جو کچھ ہو اللہ کے لئے ہو ۔ فاقہ بھی ہو تو اللہ کے لئے ہو
اللہ کے حکم کے مطابق ہو ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے جو تعلیم دی ہے
اُس کے بموجب ہو ۔

(۲)

اسلام کہتا ہے اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے ۔ یہ زندگی چند
روزہ ہے ۔ یہ ایک خواب ہے ۔ اصل زندگی وہ ہے جو انتقال کے بعد
ہوگی ۔ مر کر انسان فنا نہیں ہوتا بلکہ ایک جہان سے دوسرے جہان میں
چلا جاتا ہے ۔ اسی لئے موت کو انتقال کہتے ہیں ۔ دوسرے جہان کا نام
آخرت ہے اس کو عالمِ آخرت اور دارِ آخرت بھی کہتے ہیں ۔ اسلام کہتا ہے
تمہارا فاقہ بھی ہو تو ایسا ہو جو دارِ آخرت میں کام آئے جس سے جنت

کے دروازے آپ کے لئے کُھلیں۔

(۳)

ہم نے یہ دارِ آخرت نہیں دیکھا۔ ہم اس کے ضابطوں اور قاعدوں کو نہیں جانتے۔ ہمیں یہ بھی خبر نہیں کہ کونسا کام آخرت میں کام آنے والا ہے۔ کونسا کام بیکار رہے گا اور کونسا کام عالمِ آخرت میں ہمارے لئے مضر ہوگا۔ ہاں اللہ تعالیٰ جس نے ہمیں پیدا کیا۔ ہمارے لئے دونوں جہان پیدا کئے وہ خوب جانتا ہے کہ کونسا کام آخرت میں ہمارے لئے مفید ہوگا، کونسا کام مضر اور کونسا کام کس طرح کیا جائے کہ مرنے کے بعد ہمارے لئے مفید اور کارآمد ہو سکے۔ وہی خوب جانتا ہے کہ کونسی باتیں ایسی ہیں کہ وہ کرے کرائے کام کو برباد کر دیتی ہیں اور کونسی باتیں اُس کے اندر کمی اور خرابی یا اُن میں حُسن اور خوبی پیدا کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آقا رنامدار احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ کے ذریعہ یہ باتیں ہمیں بتا دیں شریعت انہیں باتوں کا نام ہے۔

(۴)

سمجھنے کی بات یہ بھی ہے کہ جو کام اللہ کے لئے ہو وہ اُس کی مرضی کے موافق اُس کے بتائے ہوئے قاعدوں کے مطابق ہی ہونا چاہیئے اس میں اپنی عقل۔ دنیا کے رسم و رواج یا نام نمود کا دخل ہرگز نہ ہونا

چاہیئے ورنہ وہ کام اللہ کے لئے نہیں ہوگا۔ بلکہ اپنی عقل کی خاطر۔ دنیا کی خاطر یا نام نمود کی خاطر ہوگا۔ اور اُس سے آخرت کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ آخرت میں وہی کام مفید ہے جو اللہ کے لئے ہو۔ آخرت کا کام اللہ کے لئے نہ ہو کسی اور غرض کے لئے ہو یہ ایک قسم کا شرک ہے

(۵)

اتنی باتیں سمجھ چکے ہو تو یہ بھی سمجھ لو کہ اگر ہم اللہ کے لئے اُس کے بتائے ہوئے قاعدوں کے مطابق بھوکے پیاسے رہتے ہیں تو اُس کا نام روزہ ہے۔ اُس کے بہت کچھ فائدے ہیں اور اللہ کے یہاں اُس کا بہت بڑا ثواب ہے۔ یہاں سب باتیں تو بیان نہیں کیجاسکتیں وہ تو آپ بڑی کتابوں میں دیکھیں۔ کچھ ضروری باتیں یہاں بیان کیجا رہی ہیں

روزہ کی تعریف روزہ کا مطلب یہ ہے۔ عبادت۔ اور اللہ کے واسطے کی نیت سے صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور حیوانی خواہش پورا کرنے کو چھوڑ دینا۔

وقت اس تعریف سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ روزہ کا وقت صبح صادق یعنی پو پھٹنے سے لیکر غروب آفتاب تک ہوتا ہے۔ جیسے ہی آفتاب چھپے روزہ ختم ہو جاتا ہے۔

یہ بھی معلوم ہو گیا کہ روزہ میں جس طرح کھانا پینا چھوڑا جاتا ہے

ایسی ہی حیوانی خواہشیں یعنی وہ باتیں جو میاں بیوی کے تعلق سے ہوتی ہیں وہ بھی چھوڑی جاتی ہیں۔

روزہ کا ثواب

قرآن شریف میں ہے کہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے۔ کبھی اس سے زیادہ بھی ثواب ملتا ہے۔ مثلاً آپ خود ضرورت مند اور پریشان ہیں پھر بھی آپ راہِ خدا میں خرچ کرنے سے نہیں چوکتے۔ کوئی آپ سے بھی زیادہ ضرورت مند آپ کے سامنے آجاتا ہے یا کوئی ایسی دینی ضرورت سامنے آجاتی ہے جس میں خرچ کرنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ اب آپ اپنی ضرورت پیچھے ڈالتے ہیں اور اس دینی ضرورت کو پورا کرتے ہیں تو ایسی صورت میں ایک کا ثواب سات سو گنا تک[1] ہوتا ہے۔

یہ نماز، زکوٰۃ جیسی نیکیوں کا ثواب ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ روزہ اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے۔ اُس کے ثواب کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: روزہ میرے لئے ہی ہوتا ہے۔ اس کا بدلہ بھی خاص طور پر میں ہی دوں گا۔ روزہ دار میری ہی وجہ سے کھانا پینا اور

---

[1] قرآن شریف میں ہے۔ وہ جو خرچ کرتے ہیں اللہ کی راہ میں اُس کی مثال ایسی ہو جیسے ایک دانہ اگا اس میں سات بالیں لگیں، ہر بال میں سَو دانے نکلے (یعنی ایک دانے سے سات سو دانے ہوگئے) اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اس سے بڑھا کر ثواب دیتا ہے (سورہ بقرہ رکوع ۳۶)

اپنی دوسری خواہشیں چھوڑتا ہے۔ وہ پردہ میں چھپ کر اگر پانی پینا چاہتا تو پی سکتا تھا۔ مگر وہ ایسی بند کوٹھری میں جہاں کوئی دیکھنے والا نہیں صرف اللہ ہی دیکھنے والا ہے، میری مرضی پوری کرتا ہے۔ میرے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ میری ناراضگی سے ڈرتا ہے۔ وہ پانی نہیں پیتا۔ تو اس نے نام نمود یا رسم و رواج کی خاطر نہیں بلکہ صرف میری خاطر اپنے نفس کو مارا اور روزہ پورا کیا۔ لہٰذا اس کا ثواب بھی خاص طور پر میں ہی دوں گا۔

علمار نے لکھا ہے کہ روزہ کا ثواب خاص طور پر اللہ تعالیٰ ہی عطا فرمائیں گے۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ یادِ خدا، ذکر، تسبیح۔ زکوٰۃ، سجدہ وغیرہ تو ایسے کام ہیں جو فرشتے خود بھی کرتے ہیں۔ اُن کو اُن کے مرتبوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ اسی اندازے کے مطابق وہ رکوع سجدہ کرنے والوں اور تسبیح پڑھنے والوں کے عمل کا ثواب نامۂ اعمال میں لکھ دیتے ہیں۔ لیکن روزہ کی حقیقت یہ ہے کہ انسان کھانا۔ پینا اور نفسانی خواہش اللہ کے لئے چھوڑتا ہے۔ فرشتوں میں نفسانی خواہش نہیں ہوتی۔ وہ نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں۔ نہ اور نفسانی کام کرتے ہیں۔ پس اُن کے چھوڑنے میں کسی کو کتنی تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے اس کا اندازہ بھی اُن کو نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ اس کا صحیح اجر و ثواب بھی نہیں لکھ سکتے۔ پس یہ کام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم نے خود اپنے ذمہ لیا۔ روزہ کا ثواب اللہ تعالیٰ خود عطا فرماتا ہے

دیکھو۔ اُس کریم کی شانِ کریمی دیکھو۔ کہ خالی پیٹ اور بھوکی انتڑیوں کی وجہ سے جو بُو روزہ دار کے مونھ میں پیدا ہوجاتی ہے اس کا درجہ اللہ کے یہاں مشک اور عنبر کی خوشبو سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا جنّت کے آٹھ دروازے ہیں اُن میں سے ایک دروازے کا نام" بابِ ریان" ہے۔ یہ پھاٹک (جس کی چوڑائی کی کوئی انتہا نہیں ہے) روزہ داروں کے لئے خاص ہوگا جو اس پھاٹک سے داخل ہوگا وہ ہمیشہ سیر رہے گا۔ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اسی طرح روزہ داروں کے لئے خاص طور پر دیدارِ خداوندی کا وعدہ کیا گیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔

روزہ دار کے لئے دو فرحتیں ہیں۔ ایک فرحت افطار کے وقت۔ دوسری فرحت اپنے رب سے ملاقات کے وقت جب یہ اپنے رب کے دیدار سے مشرف ہوگا جو آخرت کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ روزہ ڈھال ہے۔ وہ گناہوں کے لشکر سے اس طرح بچاتا ہے جیسے ڈھال دشمن کے حملہ سے بچاتی ہے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے یہ بھی فرمایا۔ قیامت کے روز روزہ اور قرآن انسان کی شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا۔ خداوندا۔ میں نے اس کو کھانے پینے اور نفسانی خواہشوں کو پورا کرنے سے روکا۔ اے اللہ

اس کی مغفرت فرما۔ اس کو اپنی مہربانیوں سے نواز۔ قرآن کہے گا۔ خداوندا یہ شخص میری خاطر راتوں کو جاگتا تھا۔ نفلوں میں میری تلاوت کیا کرتا تھا اس نے میری خاطر رات کا سونا چھوڑا۔ راحت و آرام چھوڑا۔ اے اللہ میں اس کی شفاعت کرتا ہوں تو قبول فرما۔

ہمیشہ ہمیشہ روزہ روزے کی یہ خوبیاں پڑھنے کے بعد شاید آپ کو شوق ہو کہ آپ روزانہ روزہ رکھا کریں۔ لیکن اگر آپ نے روزانہ روزہ رکھنا شروع کر دیا تو یہ آپ کی عادت بن جائے گی۔ اس طرح نفس پر زحمت نہیں ہوگی۔ لہذا اس میں عبادت کی شان برائے نام رہ جائے گی۔

ہاں اگر ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھو تو بیشک یہ بہت بڑی عبادت ہے حضرت داؤد علیہ السّلام اسی طرح روزہ رکھا کرتے تھے۔ اس کا نام "صوم الدہر" ہے۔ اس کو "صوم داؤد" بھی کہتے ہیں یعنی حضرت داؤد علیہ السّلام کے طریقہ کے روزے۔ لیکن یہ بہت مشکل کام ہے۔ اسلام ہلکا پھلکا اور آسان مذہب ہے۔ وہ اتنی مشکل عبادتوں کو بھی زیادہ پسند نہیں کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہتر یہ ہے کہ ہفتہ میں دو دن روزہ رکھا کرو۔ مثلاً پیر اور جمعرات کو۔ یہ بھی "صوم الدہر" ہے۔

دوسرا درجہ یہ ہے کہ مہینہ میں تین دن روزے رکھو۔ مثلاً چاند کے

مہینہ کی تیرہ چودہ اور پندرہ کو ۔ ان کو "ایام بیض" کہتے ہیں (سفید دن)
یہ بھی ایک طرح "صوم الدہر" ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ قاعدہ
مقرر فرمادیا ہے کہ ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہوتا ہے تو تین روزوں کا ثواب
تیس کی برابر ہوگا ۔ یعنی مہینہ میں تین روزے رکھ لئے تو گویا پورا مہینہ
روزہ رکھ لیا ۔

ضروری روزے

یہ روزے جن کا تذکرہ کیا گیا اختیاری ہیں ۔
ان کا رکھنا نہ رکھنا آپ کی مرضی پر موقوف ہے
آپ یہ روزے رکھیں گے ثواب ملے گا اور بہت بڑا ثواب ملے گا ۔ نہیں
رکھیں گے تو کوئی گناہ نہیں ہوگا ۔ نہ کوئی عذاب ہوگا ۔

البتہ کچھ روزے ایسے ہیں جو ایسے ہی ضروری ہیں جیسے پانچ وقت
کی نماز ۔ جس طرح پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں یہ روزے رکھنے
بھی فرض ہیں ۔ نہ رکھنے میں بہت بڑا گناہ ہوتا ہے اور کوئی اُن کو
ماننے سے انکار کردے تو مسلمان نہ رہے معاذ اللہ کافر ہو جائے ۔
یہ رمضان شریف کے روزے ہیں جن کا رکھنا فرض ہے ۔ رمضان شریف
وہ متبرک مہینہ ہے جس میں قرآن شریف نازل ہوا ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔
جس کو یہ متبرک مہینہ نصیب ہو جائے اُس پر فرض ہے کہ
اس مہینہ کے روزے رکھے البتہ اگر بیمار ہے یا سفر میں ہے

تو اس کو اجازت ہے کہ اس وقت روزے نہ رکھے بعد
میں ان کو ادا کر دے۔

رمضان المبارک
روحانیت کی فصلِ بہار

حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ شعبان کی آخری تاریخ میں
ہمارے آقا اور ہمارے مولا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے تقریر فرمائی۔
آپ نے فرمایا۔ وہ مہینہ آگیا جو مستحقِ تعظیم ہے جس کی عظمت ضروری
ہے۔ یہ برکتوں والا مہینہ ہے۔ اس میں ایک رات ایسی آتی ہے جو ایک
ہزار مہینوں سے بہتر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کے روزے
فرض کئے ہیں۔ رات کی نفلیں اگرچہ فرض نہیں مگر ان کا ثواب بے شمار
رکھا ہے۔

آپ نے فرمایا۔ اس مہینہ میں نفل کا ثواب ایسا ہے جیسے کھلے
دنوں میں فرض کا ثواب ہوتا ہے۔ اور اس مہینہ میں فرض کا ثواب
دوسرے دنوں سے ستر گنا زیادہ ہوتا ہے۔

یہ صبر کا مہینہ ہے۔ اس میں کھانے پینے اور تمام بُری باتوں سے رُکنا اور اپنے آپ کو قابو میں رکھنا ہوتا ہے۔

آپ نے فرمایا۔ صبر کا ثواب جنت ہے۔

ارشاد ہوا۔ یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے (غریبوں سے ہمدردی۔ بھوکوں ننگوں سے ہمدردی۔ کمزوروں سے ہمدردی۔ اپنے ماتحتوں سے ہمدردی۔ ہر ایک مخلوق سے ہمدردی۔ ہر ایک کے غم میں شرکت۔ ہر ایک کی مدد)

یہ مہینہ ہے۔ اس میں صاحب ایمان کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جو شخص دوسرے روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کو برابر کا ثواب ملتا ہے۔ اور روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آتی۔ دوسرے روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دو بہت اچھا ہے۔ اگر یہ میسّر نہیں تو ایک دانہ کھجور تھوڑے سے دودھ یا ایک گلاس پانی پلا کر روزہ افطار کرا دیا تو اس کا بھی اتنا ہی ثواب ہے۔

آپ نے فرمایا۔ یہ ایک ایسا مہینہ ہے جس کا آغاز اللہ کی رحمتوں سے ہوتا ہے۔ اس کے وسط میں گناہوں کی بخشش ہوتی ہے اور اس کے آخری حصّہ میں دوزخ سے نجات ملتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس مبارک مہینہ میں جو شخص

اپنے نوکر چاکر اپنے غلام یا باندی کا کام ہلکا کرتا ہے اللہ تعالےٰ اُس کو آتشِ دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے۔

آپ نے فرمایا۔ جیسے ہی یہ مہینہ شروع ہوتا ہے جنّت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور ایک پکارنے والا پکارتا ہے اور پکارتا رہتا ہے

"جو خیر کے طالب ہیں، جن کو اچھّے کاموں کی طلب ہے وہ آگے بڑھیں (بڑا اچھا موقع ہے) جو بدکار ہیں، جو بُرائیوں میں مبتلا رہتے ہیں وہ باز آجائیں (تو یہ قبول ہونے کا بہت اچھا وقت ہی)"

ایک مرتبہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم ممبر پر تشریف فرما تھے۔ آپ نے یکے بعد دیگرے تین دفعہ فرمایا۔

آمین ——— آمین ——— آمین

صحابہ کرام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ یہ آمین کیسی۔ آپ نے فرمایا جبرئیل علیہ السّلام نے تین باتیں کہیں۔ میں نے ہر ایک کے جواب میں کہا۔ آمین۔

حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے کہا۔ برباد ہو وہ جس کو رمضان کا مہینہ میسّر آیا اور اُس نے اس مہینہ میں عبادت کر کے اپنے گناہ نہ بخشوائے۔ اس کے جواب میں میں نے کہا آمین۔

پھر حضرت جبریئل علیہ السّلام نے کہا۔ برباد ہو وہ شخص جس کو ماں باپ کی خدمت کا موقع ملا اور اُس نے اُن کی خدمت کر کے اپنے گناہ نہ بخشوائے۔ میں نے کہا۔ آمین۔

پھر حضرت جبریئل علیہ السّلام نے کہا۔ برباد ہو وہ شخص جس کے سامنے میرا نام لیا گیا اور اُس نے مجھ پر (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر) درود نہیں پڑھا۔ میں نے کہا۔ آمین۔

ہمیں کیا کرنا چاہیئے

آپ پڑھ چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا — کہ رمضان المبارک میں نیکیوں کا ثواب بڑھا چڑھا کر دیا جاتا ہے۔ نفل نماز کا ثواب فرض کی برابر ہوتا ہے اور فرض نماز کا ثواب ستر گنا۔

دیکھو جب سودا نفع سے بکتا ہے تو دوکاندار زیادہ سے زیادہ سودا بیچنے کی کوشش کیا کرتا ہے۔ پس تم بھی رمضان شریف میں نیک کام زیادہ سے زیادہ کرو۔ تاکہ ثواب زیادہ سے زیادہ ملے۔ مثلاً

(۱) کلام اللہ شریف کی تلاوت زیادہ سے زیادہ کرو۔ اس مہینہ میں مزا تو اُن کا ہے جنھیں اللہ تعالٰے نے حفظِ کلام اللہ کی دولت بخشی ہے۔ دن کو قرآن شریف کا ورد رکھیں۔ دَور کریں۔ رات کو تراویح میں

قرآن شریف سنائیں۔ پھر تہجد میں جتنی توفیق ہو۔ قرآن شریف پڑھیں۔
جنہیں خدا توفیق دیتا ہے وہ دن رات میں پورا قرآن شریف ختم کر لیتے
ہیں۔ اگر آپ حافظ نہیں ہیں تو جتنی زیادہ ممکن ہو ناظرہ تلاوت کریں۔ مگر
قرآن شریف صحیح صحیح پڑھیں۔ ٹھیر ٹھیر کر پورے ادب سے دل لگا کر پڑھیں۔ دل
اُچاٹ ہو جائے تو نہ پڑھیں۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ مبارک مہینہ۔ قرآن شریف کا مہینہ ہے۔ اس
کے تلاوت کرنے کا مہینہ۔ اس پر زیادہ سے زیادہ عمل کرنے کا مہینہ۔

حدیث شریف میں ہے کہ رمضان شریف میں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلّم حضرت جبرئیل علیہ السّلام کے ساتھ قرآن پاک کا دَور کیا کرتے تھے
آخری رمضان میں (جس سال آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات ہوئی)
پورے قرآن شریف کا دوبار دَور کیا۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ یہ مہینہ صبر کا مہینہ
ہے۔ صبر کا مطلب ہے تحمّل کرنا۔ برداشت کرنا۔ قابو میں رکھنا۔ جمے
رہنا۔ روکنا۔

پس تم بھوک پیاس تو برداشت کرتے ہی ہو۔ کوئی بُری بات کہے
اُسے بھی برداشت کرو۔ غصّہ ہرگز مت کرو۔ بلکہ غصّہ کو ضبط کرو۔ اپنے آپ کو اور اپنی
زبان کو قابو میں رکھو۔ جھوٹ مت کرو۔ کوئی بُری بات زبان سے نہ نکالو۔

کسی کی غیبت نہ کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جب روزہ ہو تو نہ کوئی بُری بات زبان سے نکالو نہ چلاؤ نہ شور مچاؤ۔ اگر کوئی تم سے اُلجھنے لگے تو یہ کہہ کر الگ ہو جاؤ کہ بھائی معاف رکھو۔ میرا روزہ ہے "

(۳۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ مہینہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے۔ پس خلقِ خدا پر رحم کرو۔ ضرورت مندوں کی ضرورتیں پُوری کرو۔ یتیموں، مسکینوں، بیواؤں اور محتاجوں کی خبر گیری کرو۔ نوکر چاکر اور جو ہاتھ تلے ہیں اُن کے کاموں کا بوجھ ہلکا کرو۔

تم پہلے پڑھ چکے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جو اپنے ماتحت کا کام ہلکا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو آتش دوزخ سے نجات دیدے گا۔

(۳۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سخاوت کا دریا بنایا تھا، یہ دریا ہمیشہ بہتا ہی رہتا تھا۔ مگر رمضان شریف میں یہ دریا گویا سمندر بن جاتا تھا جس کی موجوں کی کوئی انتہا نہیں ہوتی تھی۔

پس تم بھی کوشش کرو کہ سخاوت کا چشمہ رمضان شریف میں جاری رہے اور زیادہ سے زیادہ خلقِ خدا اس سے سیراب ہو۔

آخری عشرہ (دس دن) جب تم اس ماہِ مبارک کے بیس دن اس طرح گذار دو کہ زبان پر کلام اللہ کی تلاوت ہو یا درود شریف سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ کا ورد ہو، دل میں غریبوں کی ہمدردی ہو۔ اللہ کی یاد اور اس کا خوف ہو۔ نیک کاموں کی لگن زیادہ سے زیادہ ہو۔ تو ظاہر ہے آخری دس دن میں اُس کے جلوے نمایاں ہوں گے۔ اب تم سستی مت کرو۔ زیادہ مستعد ہو جاؤ اور کوشش کرو کہ باقی دنوں میں اللہ تعالیٰ کا انعام اس کی رحمتیں اور اس کی برکتیں زیادہ سے زیادہ حاصل کر سکو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن کی پوری زندگی پاک ہی پاک تھی، اس عشرہ میں آپ کی چستی اور مستعدی اور زیادہ بڑھ جاتی تھی۔ جیسے ہی یہ عشرہ شروع ہوتا آپ کمر کس لیتے۔ خود بھی رات بھر جاگتے اور گھر کے آدمیوں کو بھی جگاتے۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ

وہ مسلمان بہت بڑا بدقسمت ہے کہ یہ ماہ مبارک آئے اور گذر جائے اور وہ اس عرصہ میں اپنے گناہ نہ بخشوا سکے۔

اعتکاف اچھی بات یہ ہے کہ ان دس دنوں میں تم اسی آقا اور مالک کی ڈیوڑھی پر پڑ جاؤ جس کے حکم سے روزے رکھ رہے ہو جس نے روزوں پر بہت زیادہ اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا ہے۔ اسی پڑ جانے کو اعتکاف کہتے ہیں۔ دن رات مسجد ہی میں رہو۔

پاخانہ پیشاب کی ضرورت ہو تو باہر آکر پوری کر لو۔ پھر فوراً اعتکاف کی جگہ مسجد میں پہنچ جاؤ۔ گویا اپنے تمام بدن اور تمام وقت کو خدا کی عبادت کے لئے وقف کر دو۔

(۱) اس کا پہلا فائدہ تو یہ ہے کہ بہت سے گناہ جو ملنے جلنے، بازار، ہاٹ جانے آنے میں ہو جاتے ہیں اُن سے محفوظ رہو گے۔

(۲) اپنے مالک اور مولا کی رضامندی کے لئے اُسی مولا کے گھر میں ٹھیرنا اور پڑ جانا خود عبادت ہے۔ بس اعتکاف کے دنوں میں ایک ایک لمحہ کا تم کو ثواب ملتا رہے گا۔ تم اگر سو گئے تو یہ وقت بھی عبادت میں صرف ہوا اس کا بھی تمہیں ثواب ملے گا۔ کیونکہ تم اُسی کی ڈیوڑھی پر پڑے ہوئے ہو۔

(۳) تم یہاں نماز اور جماعت کے اشتیاق میں بیٹھے ہو۔ لہذا ہر لمحہ تمہیں نماز کا ثواب مل رہا ہے۔

(۴) مسجد خدا کا گھر ہے تم اس کے گھر میں پڑے ہو تو اُس کے پڑوسی اور اُس کے مہمان ہو۔

(۵) تم فرشتوں سے مشابہت پیدا کر رہے ہو کہ فرشتوں کی طرح ہر وقت عبادت اور اللہ کی یاد میں لگے ہوئے ہو۔

(۶) بیمار کی تیمارداری، کسی پڑوسی کا سودا سلف بازار سے لا دینا کسی بیمار کی مزاج پرسی کے لئے جانا۔ جنازہ میں شرکت کرنا اور ایسے

بہت سے نیک کام جن کے لئے مسجد سے جانا پڑتا ہے وہ اعتکاف کے دنوں میں نہیں کرسکوگے لیکن اگر تم یہ کام کیا کرتے تھے تو زمانہ اعتکاف میں بغیر کئے ہی ان کا ثواب تم کو ملتا رہے گا۔

(۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت مبارکہ پر عمل ہوگا۔ کیونکہ آپ نے اگرچہ کبھی پورے مہینہ اور آخری سال بیس روز کا بھی اعتکاف کیا ہے مگر دس روز کا اعتکاف تو آپ ہمیشہ کرتے رہے ہیں۔ اس لئے علماء نے اعتکاف کو سنّتِ موکدہ[1] فرمایا ہے۔

(۸) جب اعتکاف کا ہر لمحہ عبادت ہے تو اگر ان دس دنوں میں شبِ قدر ہوئی تو خودبخود اس کا عظیم الشان اجر و ثواب بھی تمہارے حصہ میں آجائے گا۔

شبِ قدر اللہ رب العزت جو سمندروں کی تہ میں سچے موتی پیدا کرتا ہے جس نے پہاڑ کے پتھروں میں لعل اور ہیرے پیدا کئے اور ہیروں میں ایک وہ ہیرا بنایا جس کی نظیر سے دنیا خالی ہے جس کا نام کوہ نور[2]

---

[1] گر یہ سنت موکدہ کفایہ ہے یعنی محلہ کے مسلمانوں میں سے اگر ایک نے بھی اعتکاف کر لیا تو سب کی طرف سے یہ سنّت ادا ہوگئی۔ ورنہ ترک سنت کا بار ہر مسلمان پر رہے گا۔

[2] یہ ہندوستان کا وہ قیمتی ہیرا ہے جس کی قیمت کا اندازہ کرنا ہمیشہ مشکل رہا ہے۔ یہ بکرماجیت وغیرہ ہندو راجاؤں کے پاس رہا جب مسلمانوں نے دہلی فتح کی تو یہ اُن کو مل گیا جب مسلمانوں کی حکومت ختم ہوئی تو کسی طرح مہاراجہ رنجیت سنگھ کے پاس پہنچ گیا جو سکھوں کے سب سے بڑے مہاراجہ تھے جب انگریزوں نے سکھوں کی حکومت ختم کی تو یہ ہیرا اُن سے چھین کر لندن پہونچا دیا۔ اب یہ ہیرا شاہ برطانیہ کے تاج میں ٹکا ہوا ہے

ہے جس پر بادشاہوں کے تاج بھی فخر کرتے ہیں۔ اس ربّ العزّت قادرِ مطلق نے جس طرح ہفتہ میں جمعہ کے دن کو، سال کے بارہ مہینوں میں ماہِ رمضان کو بیشمار فضیلتیں بخشیں اسی طرح راتوں میں ایک رات بنائی جسے شبِ قدر کہتے ہیں جس کا عربی نام "لیلۃ القدر" ہے۔ ہر رات کا آخری حصّہ شب بیداروں کے لئے ہیرا ہے اور لیلۃ القدر ان ہیروں میں "کوہ نور" ہے

(۱) جو شروع شام سے لے کر طلوعِ فجر تک رحمت ہی رحمت؛ اور سلامتی ہی سلامتی ہے۔

(۲) جس میں اللہ کے فرشتے اللہ کے حکم سے خیر و برکت لے کر زمین کی طرف آتے ہیں۔

(۳) خصوصًا حضرت روح الامین علیہ السّلام جو رحمت و برکت کے فرشتوں کے سرتاج ہیں اُن کا نزول ہوتا ہے جس سے اللہ والوں کے دلوں میں نور اور روحوں میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔

(۴) یہ ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر اور افضل ہے

(۵) اسی کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس مبارک رات میں قرآن پاک کا نزول ہوا۔

(۶) ہمارے لئے اس میں یہ سعادت ہے کہ فرشتوں کے لشکر اہلِ ایمان کو ہدیۂ "سلام" پیش کرتے ہیں۔ فرشتوں کی ایک فوج "سلام" پیش

کرتی ہوئی آتی ہے دوسری جاتی ہے۔ ساری رات یہی سلسلہ رہتا ہے۔

(۷) قلبِ مومن پران برکتوں کا ظہور اس طرح ہوتا ہے کہ خشوع و خضوع زیادہ ہوتا ہے۔ گریہ کی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ عبادت میں دل زیادہ لگتا ہے۔ دعا قبول ہوتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ہدایت فرمائی تھی کہ شبِ قدر میں اس دعا کا ورد رکھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

اے اللہ تو بہت معاف کرنے والا ہے۔ معاف کر دینے ہی کو پسند کرتا ہے۔ پس مجھے بھی معاف کردے

شبِ قدر کی تاریخ

ظاہر ہے اتنا قیمتی ہیرا آسانی سے نہیں مل سکتا اگر تمہیں یقین ہو کہ پارس کی پتھری انھیں کنکریوں میں ملی ہوئی ہے جو تمہارے سامنے پڑی ہیں تو ایسا کرو کہ ان تمام کنکریوں کو سمیٹ کر جھولی میں بھر لو۔ ان کنکریوں اور گٹکوں کے ساتھ پارس کی انمول پتھری بھی تمہاری جھولی میں آجائے گی۔ پس اگر سال بھر شب بیداری کی عادت ڈال لو تو لیلۃ القدر کی سعادت بھی میسر آجائے گی لیکن اگر تمام سال تہجد کے وقت نہیں اٹھ سکتے تو کم از کم رمضان المبارک میں تہجد کی پابندی کرلو اور خصوصیت سے آخری عشرہ اور بالخصوص ہر ایک طاق رات کو

ذکر و تلاوت سے زندہ رکھو، شبِ قدر کی برکتیں اور سعادتیں میسّر آجائیں گی کیونکہ علماء کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ سال بھر میں ایک شب ضرور ہوتی ہے اور زیادہ احتمال یہ ہے کہ رمضان شریف میں اور بالخصوص اخیر عشرہ اور خصوصًا طاق رات میں اور زیادہ تر ستائیسویں شب میں ۔

اس ماہِ مبارک کا منظر

تم ہی بتاؤ جب ہر مسلمان روزہ دار ہو، رمضان کا پُورا پُورا احترام دل میں ہو ۔ دل و دماغ اور ہر ایک ظاہری و باطنی طاقت پر رمضان ہی رمضان چھایا ہوا ہو اور دو چار دس پانچ نہیں بلکہ پُوری اُمّت اسی ایک رنگ میں رنگی ہوئی ہو تو اس قابلِ رشک، پاک و مقدس کیفیت کا دوسرا پہلو یہ ہوگا کہ شیطانی طاقتیں مفلوج ہوں گی، شیطانوں کی آزادیاں پابند اور اُن کی شوخ مزاجیاں اور رنگ رلیاں کافور ہوں گی ۔

فضائے عالم میں یہ روحانی صدائیں گونج رہی ہوں گی کہ طالبِ خیر زیادہ سرگرم ہوں ۔ اجر و ثواب کا موسمِ بہار ہے، آگے بڑھیں اور بہاریں لُوٹیں ۔ بدکاروں سُست اور آلکسی لوگوں کو تنبیہہ کی جا رہی ہوگی ۔ سُستی چھوڑو چُست ہو ۔ بُرائیاں چھوڑو ۔ بھلائیوں سے دامن بھر لو جہاں تک عالمِ اجر و ثواب کا تعلق ہے تو جنتیں آراستہ ہوں گی ۔ جنتوں کے

دروازے کھلے ہوئے ہوں گے۔ روزہ داروں کو ہر دروازہ سے پکارا جائیگا اس طرف سے تشریف لائیے۔ اس کے برخلاف دوزخ کی لپٹیں دھیمی ہونگی دوزخوں کے دروازے بند ہوں گے۔

غیب کی باتوں کی خبر دینے والے ہمارے سچّے آقا اور مولا، نبی آخر الزماں صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بھی رمضان شریف آتا ہے اس کا روحانی منظر یہی ہوتا ہے کہ شیطان اور سرکش جنّات پا بہ زنجیر کر دیئے جاتے ہیں، دوزخوں کے دروازے بند اور جنّتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ طالب خیر کو ندا دی جاتی ہے۔ ہمّت سے کام لو۔ گنہگاروں سے کہا جاتا ہے گناہوں سے باز آؤ۔

اب یہ کام ہمارا ہے کہ ہم اپنے من کے شیطان کو کھلا چھوڑتے ہیں یا اس پر بندش لگا دیتے ہیں۔

اگر ہم موتھ میں روزہ رکھ کر من مانی کرتے رہیں، نفس کے تابع بنے رہیں تو مسجد میں جوتی چوروں کی طرح ہم اپنے ہاتھوں اپنی خرابی مول لیں گے اور اگر خدا کی مرضی پر چلیں تو اگر ہم ایک قدم بڑھیں گے تو خدا کی رحمتیں دس قدم آگے بڑھ کر ہمارا استقبال کریں گی اور نیک کاموں کی توفیق زیادہ سے زیادہ ہوگی۔

دیکھی دوپہر کے وقت آفتاب تو روشن ہوا ہی کرتا ہے

لیکن اگر تم سائبان تان لو یا تہہ خانہ میں چھپ جاؤ، یا آنکھیں بند کرلو یا آنکھوں پر پٹی باندھ لو تو یہ قصور تمہارا ہے۔ نورِ آفتاب دھندلا نہیں ہوا۔ تم خود نورِ آفتاب سے محروم ہو گئے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں محرومی سے بچائے اور برکتوں سے نوازے۔ آمین۔

احکام و مسائل

(۱) روزہ کی قسمیں

اور کاموں کی طرح روزے کے بھی یہی احکام ہیں کہ کچھ روزے فرض ہوتے ہیں کچھ واجب یا مسنون ہوتے ہیں بعض صورتوں میں روزہ مکروہ ہوتا ہے۔ بعض صورتوں میں حرام۔ پھر فرض یا واجب روزے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے دن اور تاریخیں مقرر ہوتی ہیں اور ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اُن کی تاریخیں معین نہیں ہوتیں۔ اس طرح روزے کی آٹھ قسمیں ہو جاتی ہیں جن کی نمبروار تفصیل یہ ہے۔

(۱) **فرض معین** ۔ جیسے رمضان شریف کے روزے کہ وہ فرض بھی ہیں اور اُن کا وقت بھی مقرر ہے کہ رمضان شریف کا چاند دیکھکر شروع کئے جاتے ہیں اور عید کے چاند پر ختم ہو جاتے ہیں ۔

(۲) **فرض غیر معین** ۔ اگر کسی وجہ سے (خدانخواستہ) رمضان کا کوئی روزہ نہیں رکھا جا سکا تو اس کی قضا فرض ہے مگر اس کے لئے کوئی دن یا تاریخ مقرر نہیں ہوتی جس قدر جلد موقع ملے رکھ لے۔

(۳) واجب معیّن۔
(۴) واجب غیر معیّن۔
کفارہ[1] کے روزے واجب ہوتے ہیں مگر اُن کے لئے وقت مقرر نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر کسی نے منّت مانی کہ اگر میں امتحان میں کامیاب ہوگیا تو تین روزے رکھوں گا۔ پس جب امتحان میں کامیاب ہوجائے تو تین روزے رکھنے ہونگے مگر اُن کے لئے تاریخ اور دن مقرر نہیں جتنی جلد ممکن ہو اپنی یہ منّت پُوری کردے۔ یہ واجب غیر معیّن ہوئے اور اگر منّت مانتے وقت تاریخ اور دن بھی مقرر کردے، مثلاً یہ کہ اگر امتحان میں کامیاب ہوگیا تو فلاں مہینے کی فلاں فلاں تاریخ کو روزے رکھوں گا۔ یہ روزے "واجب معین" ہوں گے۔

۵۔ **سنّت**۔ وہ روزے جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے رکھے یا اُن کے رکھنے کی ترغیب دی۔ مثلاً:

(الف) عاشورے کے دو دو روزے۔ جو محرم کی نو دس یا دس گیارہ کو رکھے جاتے ہیں۔ عاشورا۔ محرم کی دسویں تاریخ کو کہتے ہیں۔ اس کے ساتھ نو یا گیارہ محرم کا روزہ رکھنا مسنون ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے

---

[1] مثلاً کسی نے کوئی قسم کھائی۔ پھر قسم توڑ دی تو اس پر تین روزے کفارے کے واجب ہوگئے

اس کی ترغیب دی ہے۔

(ب) عرفہ یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ کا روزہ۔ اُن کے لئے جو حج نہیں کر رہے ہیں۔[۱]

(ج) ایامِ بیض۔ یعنی ہر مہینے کی تیرھویں، چودھویں، پندرھویں تاریخ کے روزے۔

یہ روزے سنّت ہیں۔ سنّتِ موکّدہ کوئی روزہ نہیں۔

(۶) مستحب۔ فرض واجب اور سنّت روزوں کے علاوہ تمام روزے مستحب ہیں لیکن بعض روزے ایسے ہیں کہ اُن میں ثواب زیادہ ہے جیسے ماہِ شوال میں چھ روزے۔ ماہ شعبان کی پندرھویں تاریخ کا روزہ۔ پیر کے دن کا روزہ۔ جمعرات کے دن کا روزہ۔ یا جمعہ کے دن کا روزہ۔[۹۲]

(۷) مکروہ۔ صرف سنیچر کے دن کا روزہ۔ صرف عاشورے یعنی محرّم کی صرف دسویں تاریخ کا روزہ۔ نوروز کا روزہ۔[۹۳] عورت کو خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا۔

(۸) حرام۔ سال بھر میں پانچ دن کے روزے حرام ہیں۔ عیدالفطر

---

[۱] حج کرنے والوں کے لئے یہ روزہ مسنون نہیں ہے۔ اُن کے لئے روزہ نہ رکھنا مسنون ہے ۔[۲] درمختار

[۳] اسلام سے پہلے ایران کا یہ قومی تہوار تھا۔ اسی طرح جن تاریخوں پر دوسری قومیں تہوار اور مذہبی فرض کی طرح روزے رکھتی ہیں ان تاریخوں میں روزے رکھنا مکروہ ہے۔ واللہ اعلم۔

اور عید الاضحیٰ کے دن اور ایام التشریق یعنی ذی الحجہ کی گیارھویں بارھویں اور تیرھویں کا روزہ ۔

(۲) فرض معین یعنی رمضان شریف کے روزے

پڑھ چکے ہو۔ یہ ماہِ مبارک، روحانیت کا موسم بہار ہے ۔ لہذا

(۱) ہر مسلمان عاقل۔ بالغ ۔ مرد۔ عورت پر اس ماہ مبارک کے ہر دن روزہ رکھنا فرض ہے ۔ اس کی فرضیت سے انکار کرنا کفر ہے ۔ بلا عذر روزہ نہ رکھنا حرام ہے اور روزہ رکھ کر بلا کسی شرعی عُذر کے توڑ دینا گناہ کبیرہ ہے جس کا کفارہ دینا فرض ہوتا ہے ۔

(۲) اگرچہ بچوّں پر نماز روزہ فرض نہیں ہے۔ لیکن عادت ڈالنے کے لئے اُن سے بھی روزے رکھوائے جائیں اور نماز بھی پڑھوائی جائے حدیث شریف میں ہے کہ جب بچہّ سات برس کا ہو جائے تو اُسے نماز کی ہدایت کرو اور جب دس برس کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر اُس کی گوشمالی کرو۔ اسی طرح جب روزہ رکھنے کی طاقت ہو جائے تو جتنے روزے بچہ رکھ سکے اتنے رکھوا لئے جائیں ۔

(۳) شریعت نے عذر کی بنا پر اجازت دی ہے کہ رمضان شریف کا فرض روزہ ملتوی کر دیں۔ مگر یہ بات سمجھ لینی چاہیئے کہ عذر کا

اثر صرف یہی ہوگا کہ روزہ نہ رکھنے کا گناہ نہیں ہوگا لیکن جو فضیلت اور جو اجر عظیم رمضان شریف میں ملتا ہے وہ نہیں ملے گا۔ لہذا جہاں تک ممکن ہو یہی کوشش کرو کہ رمضان شریف کا روزہ ناغہ نہ ہو البتہ اگر عذر ایسا ہی ہو کہ اس کی موجودگی میں روزہ ہو ہی نہیں سکتا یا مثلاً جان کا خطرہ ہے تو اس وقت مجبوری ہے۔

(۴) شرعی عذر یہ ہیں (الف) سفر (ب) مرض یعنی ایسی بیماری جس میں روزہ رکھنے کی طاقت نہ رہے۔ یا بیماری بڑھ جانے کا اندیشہ ہو (ج) بہت بوڑھا ہونا۔ (د) حاملہ ہونا جب کہ عورت یا پیٹ کے بچّہ کو روزے سے نقصان پہونچنے کا گمان غالب ہو (ہ) دودھ پلانا جب کہ دودھ پلانے والی کو یا بچّہ کو روزے سے نقصان پہونچتا ہو (و) روزے سے اس قدر بھوک پیاس کا غلبہ ہو کہ جان نکل جانے کا اندیشہ ہو۔ (ز) عورتوں کی خاص حالتوں میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

(۳) فرض غیر معین (قضا یا کفارے کے روزے)

قضا (الف) رمضان شریف میں کوئی عذر پیش آگیا جس کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکا کسی خاص دن کے روزے کی منّت مانی تھی کسی وجہ سے اس دن روزہ نہیں رکھ سکا۔ رمضان شریف یا

نذرِ معین کا روزہ شروع کردیا تھا پھر کوئی عذر پیش آگیا جس کی وجہ سے روزہ توڑ دیا۔ یا کوئی ایسی بات پیش آگئی جس کی وجہ سے یہ روزہ ٹوٹ گیا اپنی غفلت اور سستی کی وجہ سے نذرِ معین یا رمضان شریف کا روزہ نہیں رکھا۔ ان تمام صورتوں میں اس چھوٹے ہوئے روزے کے بدلے میں اس کو روزہ رکھنا پڑیگا۔ اسی کو قضا کہتے ہیں۔

(ب) قضا کے لئے کوئی دن معین نہیں۔ البتہ بلاوجہ تاخیر کرنی بھی درست نہیں ہے۔ جب وقت ملے تو جس قدر جلدی رکھ سکے۔ رکھ لے۔

(ج) اگر چند روزے چھوٹ گئے تھے تو یہ ضروری نہیں کہ قضا روزے لگاتار ہی رکھے۔ درمیان میں فاصلہ دیکر بھی رکھ سکتا ہے۔

(د) اگر پہلے رمضان کے روزے ابھی قضا کرنے باقی تھے کہ دوسرا رمضان آگیا تو اس دوسرے رمضان کے روزے رکھے اور رمضان کے بعد پہلے روزوں کی قضا کرے۔

(ھ) نفلی روزہ رکھ کر توڑ دیا تو اس کی قضا واجب ہے کیونکہ نفلی نماز اور روزہ شروع کردینے کے بعد واجب ہوجاتا ہے۔

(و) کسی معمولی عذر مثلاً کسی مہمان کی خاطر مدارات یا میزبان کی دلداری کے لئے نفلی روزہ توڑ دینا تو جائز ہے۔ گناہ نہیں ہوگا گر

اس کی قضا واجب ہوگی۔

(۸) دن تاریخ مقرر کرکے قضا کی نیت کرنا کہ فلاں تاریخ کے روزے کی قضا کر رہا ہوں، ضروری نہیں ہے۔ صرف گنتی پوری کرنی ضروری ہے یعنی جتنے روزے قضا ہوئے تھے اتنے ہی روزے رکھ لے۔ البتہ اگر دو سال کے رمضان کے کچھ کچھ روزے قضا ہو گئے تو سال کا مقرر کرنا ضروری ہے۔

کفّارہ

۱۔ رمضان شریف کی فضیلتیں اور خصوصیتیں پڑھ چکے ہو ان خصوصیتوں اور فضیلتوں کی بنا پر رمضان شریف کا احترام فرض ہے۔

۲۔ تعظیم و احترام کی پہلی بات تو یہ ہے کہ روزے رکھو۔ شرعی عذر کے بغیر روزہ نہ چھوڑو۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر روزہ رکھ کر شرعی عذر کے بغیر جان بوجھ کر روزہ توڑ دیا تو کفارہ فرض ہوگا۔

۳۔ کوئی بھی روزہ کسی دن رکھ رہے ہو اگر اس کو توڑ دو تو صرف اس کی قضا کرنی ہوگی یعنی قضا روزہ رکھنا پڑیگا۔ لیکن ماہ رمضان المبارک کی یہ تعظیم ہے کہ رمضان شریف میں روزہ رکھ کر شرعی عذر کے بغیر روزہ توڑ دو تو قضا کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہوگا۔

۴۔ رمضان کا قضا روزہ کسی دن رکھ رہے ہو اور اس کو توڑ دو تو روزہ رمضان ہی کا ہے مگر چونکہ رمضان میں نہیں ہے تو اس کی

صرف قضا ہوگی کفارہ نہیں ہوگا۔

۵۔ البتہ ایک قانونی بات ہے کہ اگر کسی نے ایک ہی رمضان میں چند بار یہ گناہ کیا کہ روزے رکھ کر توڑ ڈالے تو ان سب کا ایک ہی کفارہ واجب ہوگا۔ چند کفارے واجب نہیں ہوں گے۔

۶۔ کسی بھی دن روزہ شروع کرنے کے بعد توڑ دیا یا روزہ ٹوٹ جائے تو اس کے بعد کھانا پینا وغیرہ جائز ہوجاتا ہے، روزہ دار جیسا بنا رہنا ضروری نہیں ہوتا۔ لیکن رمضان شریف کے ادب و احترام کی بنا پر یہ حکم ہے کہ اگر رمضان شریف کے مہینہ میں کسی کا روزہ ٹوٹ جائے تو اس پر لازم ہے کہ شام تک کھانے پینے وغیرہ سے رُکا رہے اور روزہ دار جیسا بنا رہے۔ اسی طرح اگر وہ عذر جس کی بنا پر روزہ نہ رکھنے کی اجازت تھی۔ مثلاً سفر یا وہ عذر جس کی بنا پر روزہ صحیح نہیں ہوسکتا جیسے حیض یا نفاس، اگر وہ رفع ہوجائے۔ مثلاً مسافر دن میں اپنے گھر آجائے یا نابالغ لڑکا بالغ ہوجائے۔ یا حیض و نفاس والی عورت پاک ہوجائے یا مجنون تندرست ہوجائے تو ان لوگوں پر بھی باقی دن میں شام تک روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے۔

تفسیر | کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے لیکن اب وہ غلام[1]

---

[1] جہاں بردہ فروشی ہوتی ہے وہاں عموماً یہی ہوتا ہے کہ یتیم لاوارث بچوں کو اپنے قبضے میں کر لیتے ہیں ایسا بھی ہوتا ہے کہ بے حیا شوہر اپنی بیویوں کو بیچ دیتے ہیں۔ شریعت نے ان کو غلام قرار نہیں دیا یہ آزاد ہیں

نہیں رہے جن کو شریعت غلام قرار دیتی ہے۔ پس اب صرف دو صورتوں سے کفارہ دیا جا سکتا ہے۔ اوّل یہ کہ دو مہینے کے لگاتار روزے رکھے۔ دوسرے یہ کہ اگر لگاتار دو مہینے کے روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔

۲۔ کھانا کھلانے کے بجائے خوراک یا قیمت بھی دی جا سکتی ہے مگر اس طرح کہ دو وقت کھانے کے عوض فی آدمی پونے دو سیر گیہوں یا پونے دو سیر گیہوں کی قیمت دی جائے۔

۳۔ سیر سے اسی تولہ کا سیر مراد ہے۔

۴۔ پونے دو سیر گیہوں کی جو قیمت ہوتی ہے یہ بھی جائز ہے کہ اس قیمت کے چاول، باجرہ یا جوار دیدی جائے[1]

۵۔ یہ بھی جائز ہے کہ کسی ایک مسکین کو ساٹھ دن تک دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیا جائے یا خشک کھانا یعنی پونے دو سیر گیہوں ساٹھ دن تک روزانہ دیدیئے جائیں۔ لیکن یہ جائز نہیں کہ کسی ایک

---

[1] لیکن اگر جو دینا چاہے تو ساڑھے تین سیر جو دینے ہوں گے اگر پونے دو سیر گیہوں کی قیمت کے جو دینا چاہے تو جائز نہیں کیونکہ حدیث شریف میں تصریح وارد ہو چکی ہے کہ اگر جو یا کھجور دے تو پورا صاع (جو ساڑھے تین سیر کے برابر ہوتا ہے) دینا ہوگا۔ لان القیمۃ انما تعتبر فی غیر المنصوص علیہ۔ رد المحتار تحت قول صاحب الدر او صاع تمر او شعیر ولو ردیاً الخ۔ مطبوعہ مصر

مسکین کو ایک دن میں ایک دن سے زیادہ کا غلّہ یا اس کی قیمت دیدی جائے یا مثلاً ساٹھ مسکینوں کا غلّہ دو من پچیس سیر گیہوں ایک دن میں ایک مسکین کو دیدیا گیا تو صرف ایک دن کا صحیح ہوگا۔ ایک دن کی مقدار سے جس قدر زیادہ دیا ہے وہ کفارہ میں شمار نہیں ہوگا۔

۶۔ اسی طرح یہ بھی جائز نہیں ہے کہ ایک مسکین کو پونے دو سیر گیہوں یعنی ایک دن کے غلّہ کی مقدار سے کم غلّہ یا اس کی قیمت دی جائے۔ پس اگر نقد دینا ہو تو ایک مسکین کو پونے دو سیر گیہوں کی پوری قیمت دے آدھی قیمت ایک کو دیدے اور آدھی دوسرے کو یہ جائز نہیں ہے۔

روزے کی نیت۔ وقت اور طریقہ

۱۔ نیت قصد اور ارادہ کرنے کو کہتے ہیں۔ دل سے ارادہ کر لینا کافی ہے۔ زبان سے کہہ لے تو بہتر ہے۔ نہ کہنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

۲۔ نیت یعنی روزہ رکھنے کا ارادہ کرنا شرط ہے۔ پس اگر ایسی صورت ہو گئی کہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک نہ کچھ کھایا پیا نہ کوئی ایسا فعل کیا جو روزے کے خلاف ہو۔ مگر روزے کا ارادہ بھی نہیں کیا تھا تو اس کو روزہ نہیں مانا جائے گا۔

۳۔ نیت کس طرح کرے رمضان شریف۔ نذر معین۔ سنت اور نفل روزوں میں صرف روزے کا ارادہ کر لینا کافی ہے۔ پس اگر رمضان شریف میں یا نذرِ معین کے دن صرف روزہ کا ارادہ کرے تو نفل نہیں بلکہ رمضان میں رمضان شریف کا اور نذرِ معین کے دن اس نذر کا روزہ ہوگا اور باقی دنوں میں سنت یا نفل کا روزہ ہو جائیگا البتہ نذرِ غیر معین اور کفاروں اور قضاءِ رمضان کی نیت میں خاص ان روزوں کا قصد کرنا ضروری ہے

۴۔ وقت رمضان شریف اور نذر معیّن اور سنّت اور نفل روزوں کی نیت رات سے کرلے۔ یا صبح کو آدھے دن سے

پہلے پہلے کرلے جائز ہے۔ مگر قضاء رمضان اور کفارے اور نذرِ غیر معین کی نیت صبح صادق سے پہلے کرلینی ضروری ہے۔

۵۔ دن سے مراد شرعی دن ہے جو صبح صادق سے غروب آفتاب تک ہوتا ہے۔ مثلاً اگر چار بجے صبح صادق ہوا اور چھ بجے آفتاب غروب ہو۔ تو شرعی دن چودہ گھنٹے کا ہوا اور آدھا دن گیارہ بجے ہوا تو گیارہ بجے سے پہلے پہلے نیت کرلینی ضروری ہے۔

روزے کے مستحبات

روزے کے مستحبات یہ ہیں :۔

(۱) سحری کھانا (۲) رات سے نیت کرنا (۳) سحری آخری وقت میں کھانا بشرطیکہ یقینی طور پر صبح صادق سے پہلے فارغ ہوجائے (۴) جیسے ہی اس کا یقین ہوجائے کہ آفتاب غروب ہوگیا[1] فوراً افطار کرلینا[2] (۵) زبان کو ہر لایعنی بات سے روکے رکھنا۔ اسی طرح

---

[1] یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ غروب کا جو وقت ہو وہی افطار کا وقت ہو ایسے ہی طلوع صبح صادق کا جو وقت ہو وہی ختم سحر کا وقت ہوگا۔ ایسا ہرگز نہ سمجھنا چاہیئے کہ افطار کا وقت غروب آفتاب سے چند منٹ بعد ہوتا ہے یا سحر کا وقت طلوع صبح صادق سے چند منٹ پہلے ختم ہوجاتا ہے ایسا سمجھنا زبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلاف ورزی ہو اور شریعت کے حکم میں تحریف ہو۔ معاذ اللہ

[2] احتیاط وغیرہ کے بہانہ سے تاخیر نہ کرنا۔

آنکھ، کان اور ہاتھ پاؤں کی نگرانی رکھنا کہ کوئی ممنوع بات سرزد نہ ہو
دل کو بُرے جذبات سے اور دماغ کو بُرے خیالات سے پاک رکھنا ۔
(۶) چھوارے یا کھجور سے اور یہ نہ ہو تو پانی سے افطار کرنا ۔

سحری

تعریف آخری رات میں صبح صادق سے پہلے کچھ کھانے پینے کو سحری کہتے ہیں ۔

وقت رات کا آخری حصّہ (صبح صادق سے پہلے پہلے) اس کا وقت ہے ۔

حیثیت سحری کھانا سنّت ہے اس کا بہت ثواب ہے ۔ بھوک نہ ہو تو ایک دو لقمے یا کوئی کھجور یا چھوارہ ہی کھا لینا چاہیئے

مکروہ اور مباح

روزے کے مکروہات روزے میں یہ باتیں مکروہ ہیں :۔
(۱) گوند چبانا یا کوئی اور چیز موںھ میں ڈالے رکھنا
(۲) کوئلہ چبا کر یا منجن سے دانت مانجھنا ۔
(۳) کوئی چیز چکھنا ۔ ہاں جس عورت کا خاوند سخت اور بد مزاج ہو

اُسے زبان کی نوک سے سالن کا مزہ چکھ لینا جائز ہے۔
(۴) استنجے میں زیادہ پاؤں پھیلا کر بیٹھنا اور کلی یا ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا۔
(۵) موُنھ میں بہت سا تھوک جمع کر کے نگلنا۔
(۶) غیبت کرنا۔ جھوٹ بولنا۔ گالی گلوچ کرنا۔
(۷) بے قراری اور گھبراہٹ ظاہر کرنا۔
(۸) نہانے کی حاجت ہو جائے تو غسل کو قصداً صبح صادق کے بعد تک موخر کرنا۔

مباح کام روزے میں یہ باتیں مباح ہیں۔ ان سے روزہ مکروہ نہیں ہوتا۔

(۱) سُرمہ لگانا (۲) بدن پر تیل ملنا یا سر میں تیل ڈالنا۔ (۳) ٹھنڈک کے لیے غسل کرنا (۴) مسواک کرنا اگرچہ تازی جڑ یا تر شاخ کی ہو (۵) خوشبو لگانا یا سونگھنا (۶) اپنا تھوک نگل لینا (۷) اگر بھُولے سے کچھ کھا لیا یا پی لیا (۸) یا خود بخود بلا قصد قے ہو گئی۔ (۹) یا بلا ارادہ مکھی یا دھواں حلق سے اُتر گیا تو یہ بھی مباح میں داخل ہے ان سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مفسداتِ صوم اور اُن کی قسمیں

تشریح | "صوم" روزہ کو کہتے ہیں۔ "مفسدِ صوم" ایسی بات جس سے روزہ ٹوٹ جائے اور "مفسدات" مفسد کی جمع ہے

"مفسداتِ صوم" کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جن سے صرف قضا واجب ہوتی ہے۔ دوسری وہ جن سے قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں

ا۔ مفسداتِ صوم کی پہلی قسم

جن سے صرف قضا واجب ہوتی ہے وہ یہ ہیں:۔

۱۔ کسی نے زبردستی روزہ دار کے مونھ میں کوئی چیز ڈال دی اور وہ حلق سے اُتر گئی۔

۲۔ روزہ یاد تھا اور کُلّی کرتے وقت بلاارادہ حلق سے پانی اُتر گیا۔

۳۔ قے آئی اور قصداً حلق میں لوٹا لی۔

۴۔ قصداً مونھ بھر کر قے کر ڈالی۔

۵۔ کنکری یا پتھر کا ٹکڑا۔ یا گٹھلی۔ یا مٹی یا کاغذ کا ٹکڑا قصداً نگل لیا۔

۶۔ دانتوں میں رہی ہوئی چیز کو زبان سے نکال کر نگل گیا۔ جب کہ وہ چنے کے برابر یا اُس سے زیادہ ہو۔ لیکن اگر مونھ سے باھر نکال کر پھر نگل گیا تو چاہے چنے سے کم ہو یا زیادہ۔ روزہ ٹوٹ گیا

۷۔ کان میں تیل ڈالا (۸)، ناس لیا (۹) دانتوں میں سے نکلے ہوئے خون کو نگل لیا۔ جب کہ خون تھوک پر غالب ہو۔

۱۰۔ بھولے سے کچھ کھا پی لیا۔ پھر یہ سمجھ کر کہ روزہ ٹوٹ گیا، قصدًا کچھ کھا پی لیا۔

۱۱۔ یہ سمجھ کر کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی سحری کھالی۔ پھر معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی۔

۱۲۔ رمضان شریف کے سوا اور دنوں میں کوئی روزہ توڑ ڈالا۔

۱۳۔ آسمان پر ابر یا غبار تھا۔ یہ سمجھ کر کہ آفتاب غروب ہو گیا روزہ افطار کر لیا۔ حالانکہ ابھی دن باقی تھا۔

ان سب صورتوں میں صرف ان روزوں کی قضا رکھنی پڑے گی جو ٹوٹ گئے۔ کفارہ واجب نہیں ہوگا۔

۲۔ دوسری قسم | مفسدات صوم جن سے قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں۔

رمضان شریف کے مہینہ میں روزہ رکھ کر:۔ (۱) ایسی چیز جو غذا یا دوا یا لذت کے طور پر استعمال کی جاتی ہو قصدًا کھا پی لی۔ (۲) قصدًا صحبت کر لی (۳)، فصد کھلوائی یا سُرمہ لگایا۔ پھر یہ سمجھ کر کہ روزہ ٹوٹ گیا' قصدًا کھا پی لیا۔ تو ان صورتوں میں قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

فِدیہ اور مقدار فدیہ

فدیہ اگر قضا روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو فدیہ ادا کرنا ضروری ہوگا۔ یعنی (۱) اتنا بوڑھا ہوگیا ہو کہ روزہ نہیں رکھ سکتا اور یہ امید بھی نہیں رہی کہ آئندہ طاقت آجائے گی
(۲) یا ایسا بیمار ہوگیا کہ صحت کی امید جاتی رہی۔
تو ان صورتوں میں روزوں کا فدیہ ادا کیا جائے گا۔

مقدارِ فدیہ ہر روزے کے بدلے پونے دو سیر گیہوں یا ساڑھے تین سیر جَو یا اُن میں سے کسی کی قیمت۔ یا اُن کی قیمت کے برابر کوئی اور غلّہ مثلاً چاول، باجرہ، جوار وغیرہ

نمازوں کا فدیہ ہر فرض اور واجب نماز کے فدیہ کی بھی یہی مقدار ہے مگر نماز جب تک سر کے اشارے سے بھی پڑھ سکتا ہو اس وقت تک تو اشارہ سے نماز ادا کرنا فرض ہے اور جب اشارہ بھی نہ کر سکے اور اسی حال میں انتقال ہو جائے یا چھ نمازوں کا وقت گذر جائے تو اس حالت کی نماز فرض نہیں بس نماز کا فدیہ دینے کی یہی صورت ہے کہ اگر نماز پڑھنے کی طاقت ہونے کے

زمانہ کی نمازیں قضا ہوگئیں اور بغیر ادا کئے انتقال ہوگیا تو ان نمازوں کا فدیہ دیا جاسکتا ہے۔

فدیہ کب واجب ہوگا

(۱) مرنے والے نے روزوں یا نمازوں کا فدیہ ادا کرنے کی وصیت کردی تو اگر اُس کے ترکہ کے ایک تہائی میں اتنی گنجائش ہے کہ یہ فدیہ ادا کیا جاسکے تو وارثوں پر واجب ہوگا کہ وہ پہلے وصیّت پوری کریں اس کے بعد ترکہ تقسیم کریں۔

(۲) اور اگر اس کا ترکہ کچھ نہیں۔ یا ترکے کی ایک تہائی میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ فدیہ ادا ہوسکے تو وارثوں پر وصیّت کا پورا کرنا واجب نہیں ہے۔ البتہ اگر وہ اپنی طرف سے یہ وصیّت پوری کردیں تو یہ ان وارثوں کی سعادت مندی اور حق شناسی ہوگی۔

(۳) ترکہ کے ایک تہائی میں فدیہ ادا کرنے کی گنجائش تھی، مگر مرنے والے نے فدیہ کی وصیّت ہی نہیں کی تب بھی فدیہ ادا کرنا وارثوں پر واجب نہیں ہے۔ اگر وہ فدیہ دیدیں تو یہ اُن کی سعادت ہے۔

(۴) اگر مرنے والے کی طرف سے کوئی وارث روزے رکھ لے تو یہ فدیہ نہیں ہوں گے۔ یعنی مرنے والے کے ذمّہ سے روزے نہ اُتریں گے۔

چاند۔ اور اُس کی گواہی

۱۔ مستحب یہ ہے کہ رجب کی انتیسویں تاریخ کو مطلع پر چاند تلاش کرو۔ تاکہ شعبان کی انتیسویں تاریخ کا حساب ٹھیک ٹھیک معلوم رہے

۲۔ جب شعبان کی انتیسویں ہو تو واجب ہے کہ چاند دیکھنے کی کوشش کرو اور پوری طرح مطلع پر نظر جما کر چاند تلاش کرو۔

۳۔ ۲۹ شعبان کو مطلع صاف تھا۔ چاند دیکھنے کی کوشش کی گئی مگر چاند نظر نہیں آیا تو صبح کو روزہ نہ رکھو۔ یہی حکم ہے۔ ہاں اگر مطلع صاف نہیں تھا۔ ابر یا گرد و غبار تھا تو صبح کو دس گیارہ بجے تک کچھ کھانا پینا نہیں چاہیئے۔ اگر اس وقت تک کہیں سے چاند دیکھنے کی خبر معتبر طریقے سے آجائے تو روزے کی نیت کر لو۔ اگر نہیں آئی تو اب کھا پی لو۔

۴۔ انتیس شعبان کو چاند نہ ہونے کی صورت میں صبح کے روزے کی اس طرح نیت کرنا کہ چاند ہو گیا ہوگا تو رمضان کا روزہ ہوگا نہیں تو نفل کا ہو جائے گا، مکروہ ہے۔

شہادت یا گواہی | چاند دیکھنے کی شہادت پر بھی رمضان یا عید کا

فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ مگر ضروری ہو کہ گواہی دینے والا بظاہر دیندار، پرہیز گار سچا مسلمان ہو۔ پس اگر مطلع صاف نہ ہو ابر یا غبار وغیرہ ہو تو۔

(۱) رمضان شریف کے چاند کے لئے ایک کی گواہی کافی ہے چاہے مرد ہو یا عورت۔ شرط یہ ہے کہ وہ دیندار ہو۔ آزاد ہو یا غلام۔

(۲) عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے لئے دو پرہیز گار سچے مردوں یا اسی طرح کے ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی شرط ہے۔

(۳) جس شخص کا فاسق ہونا ظاہر نہیں ہے اور ظاہر میں وہ دیندار اور پرہیز گار معلوم ہوتا ہے اس کی گواہی بھی معتبر ہے

(۴) اور اگر مطلع صاف ہو تو رمضان شریف اور دونوں عیدوں کے چاند کے لئے کم از کم اتنے آدمیوں کی گواہی ضروری ہے کہ اتنے آدمیوں کے جھوٹ بولنے اور بناوٹی بات کہنے کا دل کو یقین نہ ہو سکے بلکہ ان کی گواہی سے دل میں چاند دیکھنے کا گمان غالب ہو جائے[1]

کسی دوسرے مقام سے چاند دیکھنے کی خبر آئے

اپنے یہاں چاند نہیں ہوا کسی دوسرے مقام سے چاند دیکھنے کی خبر آئی اور جو طریقے شریعت میں معتبر ہیں ان طریقوں سے وہ خبر ثابت بھی ہو گئی تو اپنے یہاں بھی رمضان اسی

---

[1] اس صورت میں کسی تعداد کی شرط نہیں ہے۔ اصل چیز دل کا اطمینان ہے کہ یہ یقین ہو جائے کہ یہ خبر غلط نہیں ہے ایسا یقین کبھی تھوڑے آدمیوں سے بھی ہو سکتا ہے۔

دن سے مانا جائے گا۔ اور روزہ کی قضا لازم ہوگی۔

اگر چاند دیکھنے والے کی گواہی نہیں مانی گئی

کسی شخص نے رمضان کا چاند دیکھا۔ اُس کی گواہی کسی وجہ سے قبول نہیں کی گئی تو اس دن کا روزہ مسلمانوں پر فرض نہیں ہوا۔ مگر اس چاند دیکھنے والے پر واجب ہے کہ روزہ رکھے۔ اگر یہ روزہ نہیں رکھے گا تو گنہگار ہوگا۔ اور اگر روزہ رکھ کر توڑ دیا تو قضا لازم ہوگی۔ البتہ کفارہ واجب نہیں ہوگا[1]۔ پھر اگر اس کے حساب سے تیس روزے پُورے ہو جائیں اور عید کا چاند نظر نہ آئے تو یہ شخص تنہا عید نہیں کرے گا، بلکہ روزہ رکھے گا جو اس کے حساب سے اکتیسواں روزہ ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

فطر اسی دن ہے جس دن عام مسلمان فطر منائیں اور عید قرباں اُسی دن ہے جس روز مسلمان قربانی کریں اور عید الاضحیٰ منائیں۔

---

[1] کیونکہ کفارہ رمضان شریف میں روزہ توڑنے پر لازم آتا ہے۔ یہ دن رمضان کا دن نہیں مانا گیا۔

اعتکاف کی قسمیں اور احکام

تم پڑھ چکے ہو کہ عبادت کی نیت سے اللہ کے گھر (مسجد) میں ٹھیر جانے کو اعتکاف کہتے ہیں۔

مرد ایسی مسجد میں اعتکاف کریں جہاں جماعت ہوتی ہو۔ اور عورت اپنے گھر میں اس جگہ جہاں نماز پڑھتی ہو۔ اور اگر گھر میں نماز کی کوئی خاص جگہ مقرر نہ ہو تو اعتکاف شروع کرنے سے پہلے ایسی جگہ بنا لے۔ اعتکاف کی نیت کر کے اسی جگہ ہر وقت رہا کرے پیخانہ پیشاب کے علاوہ اور کسی کام کے لئے اس جگہ سے اُٹھ کر مکان کے صحن یا کسی دوسرے حصہ میں نہ جائے۔

قسمیں اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:۔

(۱) **واجب**۔ نذر کا اعتکاف واجب ہے۔ مثلاً کسی نے منت مانی کہ میں خدا کے واسطے تین روز کا اعتکاف کروں گا۔ یا اس طرح کہا کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو خدا کے واسطے دو روز کا اعتکاف کروں گا۔

(۲) **سُنّتِ موکّدہ**۔ رمضان شریف کے عشرہ آخیرہ یعنی

آخری دس روز کا اعتکاف سنّت موکّدہ ہے۔ اس کی ابتدا ء بیس رمضان کی شام یعنی غروب آفتاب کے وقت سے ہوتی ہے اور عید کا چاند دیکھتے ہی یہ اعتکاف ختم ہو جاتا ہے۔ چاند چاہے انتیس کا ہو یا تیس کا دونوں صورتوں میں سنّت ادا ہو جائے گی۔

یہ اعتکاف "سنّت موکّدہ علی الکفایہ" ہے یعنی بعض لوگوں کے کرنے سے سب کے ذمّہ سے ادا ہو جاتا ہے۔

(۳) **مستحب**۔ واجب اور سنّت موکدہ کے علاوہ سب اعتکاف مستحب ہیں اور سال کے تمام دنوں میں اعتکاف جائز ہے۔

شرائط اعتکاف صحیح ہونے کی یہ شرطیں ہیں۔

(۱) مسلمان ہونا (۲) حدث اکبر اور حیض و نفاس سے پاک ہونا۔
(۳) عاقل ہونا (۴) نیت کرنا (۵) مسجد میں اعتکاف کرنا۔

یہ باتیں ہر قسم کے اعتکاف کے لئے شرط ہیں اور اعتکاف واجب کے لئے روزہ بھی شرط ہے۔

مستحبات اعتکاف میں یہ باتیں مستحب ہیں۔

(۱) نیک اور اچھی باتیں (۲) قرآن شریف کی تلاوت کرنا۔
(۳) درود شریف پڑھتے رہنا (۴) علوم دینیہ پڑھنا یا پڑھانا (۵) وعظ و نصیحت کرنا (۶) جامع مسجد میں اعتکاف کرنا۔

اعتکاف کا وقت (الف) اعتکاف واجب کے لئے چونکہ روزہ شرط ہے اس لئے اس کا وقت کم سے کم ایک دن ہے۔ پس ایک دن سے کم مثلاً دو چار گھنٹہ کی یا رات کے اعتکاف کی منت ماننا صحیح نہیں۔

(ب) جو اعتکاف سنّت موکدہ ہے۔ اُس کا وقت رمضان شریف کا عشرہ آخرہ ہے۔

(ج) نفل اعتکاف کے لئے وقت کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے۔ نفل اعتکاف دس پانچ منٹ کا بھی ہوسکتا ہے۔ اگر مسجد میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کرلیا کرے تو روزانہ بہت سے اعتکافوں کا ثواب مل جائے گا۔

مباحات اعتکاف یعنی جو باتیں اعتکاف میں جائز ہیں۔

(۱) مسجد میں کھانا، پینا، سونا، ضرورت کی کوئی چیز خریدنا بشرطیکہ وہ چیز مسجد کے اندر نہ ہو۔ نکاح کرنا۔

(۲) مندرجہ ذیل ضرورتوں کی بنا پر معتکف مسجد سے نکل سکتا ہے

(الف) پاخانہ پیشاب کی ضرورت (ب) غسل فرض کی ضرورت (ج) نماز جمعہ کی ضرورت۔ مگر نماز جمعہ کے لئے زوال کے وقت مسجد سے نکلے۔ یا اتنی دیر پہلے کہ جامع مسجد میں پہونچکر خطبہ سے

پہلے چار سنتیں پڑھ سکے۔[1] (د) اذان کہنے کے لئے اذان کی جگہ پر خارج مسجد جانا۔

(۳) پاخانہ پیشاب کے لئے اپنے مکان تک جا سکتا ہے۔ خواہ وہ کتنی ہی دور ہو۔ ہاں اگر اس کے دو مکان ہیں ایک اعتکاف کی جگہ سے قریب ہے اور دوسرا دور ہے تو قریب والے میں قضا حاجت کرنا ضروری ہے۔

(۴) اگر اعتکاف کی نیت کرتے وقت یہ نیت کر لی تھی کہ نماز جنازہ کے لئے جاؤں گا تو نمازِ جنازہ کے لئے جانا بھی جائز ہے۔ اگر نیت نہیں کی تھی تو جائز نہیں ہے۔

مکروہات اعتکاف | اعتکاف میں یہ باتیں مکروہ ہیں:۔

(۱) بالکل خاموشی اختیار کرنا اور اسے عبادت سمجھنا (۲) بکری کا سامان مسجد میں لاکر خریدنا یا بیچنا (۳) لڑائی جھگڑا یا بیہودہ باتیں کرنا۔

مفسدات اعتکاف | مندرجہ ذیل باتوں سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے

(۱) بلا عذر قصداً یا سہواً مسجد سے باہر نکلنا (۲) صحبت کرنا (۳) کسی

---

[1] اگر جامع مسجد دور ہو اور وہاں نماز جمعہ بھی اول وقت ہوتی ہے۔ یہ اگر زوال کے بعد روانہ نہ ہو تو نماز جمعہ میں شریک نہیں ہو سکتا تو اپنی مسجد سے زوال سے پہلے بھی روانہ ہو سکتا ہے۔ مگر ایسے وقت روانہ ہو کر جامع مسجد میں خطبہ سے صرف اتنی دیر پہلے پہنچے کہ چار سنتیں پڑھ سکے۔

عذر سے باہر نکل کر ضرورت سے زیادہ ٹھہرنا۔ جیسے پائخانہ کے لئے گیا تھا۔ پائخانہ سے فارغ ہو کر گھر میں کچھ دیر ٹھہرا رہا۔ (۴) بیماری یا خوف کی وجہ سے مسجد سے نکلنا۔

اعتکاف کی قضا | اعتکاف واجب اگر فاسد ہو جائے تو اس کی قضا واجب ہے۔ سنت یا نفل اعتکاف کی قضا واجب نہیں۔

دُعائیں

جب چاند دیکھو تو یہ دُعا پڑھو | اللہ اکبر۔ اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْیُمْنِ
اللہ بہت بڑا ہے۔ اے اللہ اس چاند کو ہمارے لئے برکت کا

وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ
اور ایمان کا اور سلامتی اور اسلام کا چاند بنا دے

وَالتَّوْفِیْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ۔
اور توفیق کا چاند کر ہمیں ان باتوں کی توفیق ہو جن کو تو پسند کرتا ہے اور جن سے تو راضی ہوتا ہے۔ میرا رب اور تیرا رب اللہ ہے۔

افطار کی دُعا۔ جب افطار کرنے لگو تو یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ
اے اللہ تیرے لئے میں نے روزہ رکھا اور تیرے رزق سے میں نے افطار کیا۔

پھر یہ دُعا پڑھ لو۔

ذَھَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْشَاءَ اللّٰہُ
جاتی رہی پیاس اور تر ہو گئیں رگیں اور ثابت ہو گیا اجر و ثواب انشاء اللہ

نذر۔ یعنی منّت ماننا

تم پڑھ چکے ہو، جس اعتکاف کی منّت مانی جائے وہ اعتکاف واجب ہوتا ہے۔ اب "منّت" جس کو عربی میں "نذر" کہتے ہیں، اس کے ضروری احکام یاد کرلو۔

منّت صحیح ہونے کی شرطیں

سب سے پہلے تو یہ بات یاد رکھو کہ منّت صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ:۔

(۱) منّت کسی عبادت کی ہو۔ یعنی جس کام کو اپنے اوپر لازم کر رہے ہو وہ ایسا کام ہو جس کو شریعت میں عبادت قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً نماز، روزہ یا صدقہ خیرات۔ یا حج۔

مثلاً یہ کہے کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں دو رکعت نماز پڑھوں گا یا روزہ رکھوں گا یا اتنے مسکینوں کو کھانا کھلاؤں گا یا ہزار روپیہ صدقہ کروں گا اور اگر یہ منّت مانی کہ فلاں کام ہوگیا تو میں ایک دن خاموش رہوں گا ۔ یہ منّت نہیں کیونکہ خاموش رہنا شریعت میں عبادت نہیں قرار دیا گیا۔

(۲) جس چیز کی منّت مانی ہے وہ اس کی قدرت سے باہر نہ ہو، ورنہ منّت صحیح نہیں ہوگی۔ جیسے کوئی شخص کہے کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو فلاں شخص

کی دوکان کا مال خیرات کر دوں گا۔ یہ منت صحیح نہیں کہ کسی غیر کی دوکان کا مال نہ اس وقت اس کی ملکیت اور قدرت میں ہے اور نہ یہ ضروری ہے کہ وہ اس کی ملکیت میں آجائے وہ اس کی قدرت سے باہر ہے۔

(۳) جس چیز کی منت مانی جائے اگر وہ خلاف شرع ہے تو اُس کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ واجب ہے کہ اس کو پُورا نہ کرے کیونکہ اس کا پُورا کرنا خلاف شرع کام کرنا ہوگا جو خود ممنوع اور حرام ہے اور حرام سے بچنا واجب ہے۔

(۴) صرف منّت مان لینے سے منّت کا پُورا کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ بلکہ اُس کو پُورا کرنا اُس وقت واجب ہوتا ہے جب اس کی شرطیں پائی جائیں مثلاً منّت مانی کہ میں امتحان میں نمبر اوّل آیا تو ایک روزہ رکھوں گا۔ تو اگر آپ نمبر اوّل آئے تو منّت کا روزہ رکھنا واجب ہو گیا اور اگر نمبر اوّل نہیں آئے تو روزہ رکھنا واجب نہیں ہوا۔ یوں رکھ لو تو ثواب ملے گا کیونکہ روزہ خود ثواب کا کام ہے

(۵) خدا تعالےٰ کے سوا کسی اور کی منّت ماننا حرام ہے۔ کیونکہ منّت ایک طرح کی عبادت ہے اور عبادت صرف اللہ کی ہوتی ہے۔ صرف وہی اُس کا حق ہے، اس کے سوا نہ کسی پیر یا ولی کی عبادت ہو سکتی ہے نہ کسی نبی، رسول یا فرشتہ کی۔

زکوٰۃ

تم خدا کے فضل سے نمازی ہو۔ جماعت سے نماز ادا کرتے ہو۔ نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اُس کا ترجمہ اور مطلب بھی سمجھ لیتے ہو۔ تم پوری طرح سمجھ چکے ہو کہ نماز اللہ کی یاد کا ایک طریقہ ہے جس میں بندہ اپنے رب کی بارگاہ میں زیادہ سے زیادہ عاجزی اور نیازمندی پیش کرتا ہے۔ اپنے دُکھ درد کی فریاد کرتا ہے اور جماعت میں شریک ہو کر جماعتی نظم، اتحاد و اتفاق اور مساوات کا سبق لیتا ہے اور تمام دنیا کے لئے نمونہ پیش کرتا ہے ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

خدا کے فضل سے تم روزوں کے بھی عادی ہو، تمام دن بھوکے پیاسے رہ کر ثابت کرتے ہو کہ ہمارا کھانا پینا اور ہمارے دل کی چاہ "حکم رب" کے تابع ہے۔ اُس نے اجازت دی تو ہم نے کھایا، پیا۔ دل کی چاہ پوری کی۔ اس نے منع کر دیا تو ہم رُک گئے۔ اس سے اپنے اوپر قابو پانے کی مشق بھی ہوتی ہے اور بھوکے پیاسے، ضرورتمندوں کے دُکھ درد کا احساس بھی بیدار[1]

---

[1] بیدار ہونا ہے یعنی جاگنا ہے۔

ہوتا ہے جس سے خلق خدا کے ساتھ ہمدردی بڑھتی ہے۔ لیکن تمہارا ایمان یہ بھی ہے کہ جس طرح ہماری جان خدا کی دی ہوئی ہے۔ جب اُس نے چاہا ہمیں پیدا کیا۔ گوشت کے لوتھڑے میں جان ڈالی۔ جب چاہے گا یہ بخشی ہوئی جان لے لیگا۔ اسی طرح ہمارا مال بھی خدا کا دیا ہوا ہے۔ ہماری جس کوشش کو چاہتا ہے وہ کامیاب کر دیتا ہے جس سے ہمارے ہاتھ کھل جاتے ہیں جیب بھر جاتی ہے۔ گھر میں رونق آجاتی ہے اور جب چاہتا ہے اپنی دی ہوئی دولت سمیٹ لیتا ہے۔ چنانچہ فارسی کا یہ شعر جو عام طور پر زبانوں پر ہوتا ہے' ہمارا عقیدہ ہے

درحقیقت مالک ہر شے خداست　　　این امانت چند روزہ نزد ماست

یعنی درحقیقت ہر ایک چیز کا مالک اللہ تعالےٰ ہے۔ جو کچھ ہمارے پاس ہے اللہ کی دی ہوئی چند روزہ امانت ہے۔

اچھا جب۔ یہ سب مال و دولت، اللہ تعالےٰ کی عطا اور اس کی دی ہوئی نعمت ہے تو انصاف کی بات تو یہ ہے کہ حصّہ رسدی تمہارے پاس رہے باقی سب اللہ کی مخلوق پر خرچ ہو۔

دیکھو دریا کا پانی نالی کے راستے سے تمہارے کھیت میں پہنچتا ہے یہ نالی حصّہ رسدی یا اُس سے کچھ زیادہ خود چوس لیتی ہے۔ باقی سارا پانی جوں کا توں کھیتوں اور باغیچوں کو پہونچا دیتی ہے جو تشنہ لب ضرورت مند

ہوتے ہیں۔ اسی طرح تم بھی اگر دولت مند ہو تو ایک چشمہ ہو۔ ایک نہر ہو۔ اپنی پیاس بھر اپنے پاس رکھو، باقی سب اللہ کی مخلوق پر صرف کر دو جس کی زندگی کا چمن مرجھا رہا ہے۔ کیونکہ یہ مخلوق "عیال اللہ" ہے۔ مالک کی دی ہوئی نعمت اس کی عیال پر صرف ہونی چاہیئے۔ ایمان کا تقاضا یہی ہے کھیت سوکھ رہا ہو اور تم چشمہ کے دہانہ پر پتھر کی چٹان رکھ دو۔ یہ ایمان کی بات نہیں ہے بلکہ بہت بڑا ظلم ہے اور پرلے درجہ کی سنگدلی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ۔ الآیۃ۔

ترجمہ۔ جو لوگ کنز کرتے ہیں (جوڑ جوڑ کر رکھتے ہیں) سونے اور چاندی کو اور راہِ خدا میں اس کو خرچ نہیں کرتے اُن کو سنا دو خبر دردناک عذاب کی جس دن تاپا جائے گا اس خزانے کو نارِ جہنم میں۔ پھر اُس سے داغا جائے گا اُن کی پیشانیوں اور پہلوؤں کو اور کہا جائے گا یہ ہے وہ جس کو تم نے اپنے لئے جمع کر کے اور جوڑ کر رکھا تھا۔ پس چکھو اپنے جوڑے ہوئے کو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَیْسَ[1] بِالْمُؤْمِنِ الَّذِیْ یَشْبَعُ وَجَارُہٗ جَائِعٌ (ترمذی شریف)

---

[1] وہ مسلمان نہیں جو خود پیٹ بھر لے اور پڑوسی بھوکا ہے

ایک دفعہ ایک شخص نے سوال کیا ۔ یارسول اللہ۔ ایمان کیا ہے
آپ نے فرمایا:۔

اِفْشَاءُ السَّلَامِ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ وَالصَّلٰوةُ وَالنَّاسُ نِیَامٌ

سلام کا رواج عام کرنا۔ کھانا کھلانا اور اس وقت نماز پڑھنا کہ لوگ
سو رہے ہوں (یعنی تہجد کی نماز پڑھنا)

مگر اللہ تعالےٰ کا فضل وکرم اور اُس کا احسان ہے کہ اُس نے یہ حکم نہیں دیا کہ تمہارے نپے تلے خرچ سے جو فاضل بچے وہ سب راہ خدا میں خرچ کردو۔ وجہ یہ ہے کہ جس خدائے ذوالجلال نے دین اسلام سے ہمیں نوازا وہ صرف حاکم ہی نہیں ہے بلکہ وہ رب اور پروردگار بھی ہے۔ وہ ہماری فطرت اور اس کی صلاحیتوں یا کمزوریوں سے واقف ہی نہیں ہے بلکہ وہ خالق اور صانع ہے جس نے انسان کو انسان بنایا اُس کی فطرت خاص طرح کی رکھی۔ اُس میں خاص خاص صلاحیتیں پیدا کیں ۔ وہ خوب جانتا ہے کہ دولت کی محبت انسانی فطرت ہے ۔ یہی سبب ہے کہ انسان ہر طرح کی مصیبتیں جھیلتا ہے، راحت وآرام قربان کردیتا ہے اور اپنی تمام صلاحیتیں اور قابلیتیں کام میں لاکر دولت حاصل کرتا ہے ۔

وہ یہ بھی جانتا ہے کہ بال بچوں کی محبت تقاضائے فطرت ہے انسان اپنے آپ سے زیادہ اپنی اولاد کی رفاہیت اور خوشحالی چاہتا ہے اس

کی تمنا ہوتی ہے کہ جتنی ترقی اُس نے کی ہے اس سے بڑھ چڑھ کر اُس کی اولاد ترقی کرے ۔ اس تمنا سے خود باپ کو کوئی فائدہ پہونچے یا نہ پہونچے البتہ ملک اور قوم کو ضرور فائدہ پہونچتا ہے ۔ کیونکہ نوجوانوں کی ترقی ملک اور قوم کی ترقی ہوتی ہے اور اس طرح پورے عالم کی ترقی کا راستہ کھلتا ہے

وہ خالق اور رب جس طرح غریبوں اور ضرورت مندوں کا پروردگار ہے ۔ ایسے ہی وہ امیروں اور دولت مندوں کا بھی رب اور پروردگار ہے ۔ جس طرح غریب اور کمزور انسان اس کی عیال ہیں ایسے ہی دولت مند اور اُن کے اہل و عیال بھی اس کی عیال ہیں ۔

بیشک نہر ۔ نالے اور چشمے ۔ تمام پانی تقسیم کر دیتے ہیں مگر اُن کے جگر قدرتی طور پر کھیت کی زمین سے زیادہ تر رہتے ہیں ۔ جو درخت نالی کی ڈول ، نہر کی پٹری یا چشمہ کے آس پاس ہوتے ہیں وہ زیادہ سرسبز و شاداب رہتے ہیں ۔

اسلام دینِ فطرت ہے ، وہ غیر فطری باتوں کو حرام اور ناجائز قرار دے کر ختم کرتا ہے ۔ اُس نے صرف چالیسواں حصہ تو ایسا رکھا کہ وہ اس دولت مند کا نہیں ہے ، بلکہ اللہ کا ہے ۔ یہ حصہ اس کی ضرورت مند عیال پر صرف ہونا چاہیئے ۔ اس کو اگر تم اپنے صرف میں لاتے ہو تو ضرورت مند فقیروں کا حصہ غصب کرتے ہو اس طرح اپنے تمام مال کو ناپاک کر لیتے ہو کیونکہ

تمہاری پاک کمائی میں اگر غضب کا مال مل جائے تو ساری کمائی ناپاک ہو جاتی ہے۔

اس چالیسویں حصّے کے علاوہ باقی ۳۹ حصّے تمہارے ہیں۔ ان کو اپنے پاس جمع بھی رکھ سکتے ہو، کاروبار کو ترقی دینے، جائداد اور املاک کو بڑھانے میں بھی صرف کر سکتے ہو، اپنی اولاد کے لئے پس انداز بھی کر سکتے ہو کہ وہ تمہارے پیچھے ضرورت مند محتاج نہ رہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم اپنی اولاد کو دولت مند خوش حال چھوڑو یہ اس سے بہتر ہے کہ ان کو فقیر چھوڑو کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔

مگر یہ کبھی مت بھولو کہ اللہ تعالےٰ کا حق ان اُنتالیس حصوں پر بھی قائم ہے۔ اگر جہاد عام جیسا معاملہ پیش آئے یا قحط جیسی کوئی عام مصیبت افراد ملت کو گھیر لے۔ یا آنے والی نسل کی تعلیم کا مسئلہ پیش ہو یا مثلاً ایسی تیاری کا مسئلہ پیش ہو کہ مقابلہ کے وقت آپ کی قوم دوسری قوموں سے پیچھے نہ رہے۔ ایسے تمام موقعوں پر خود آپ کا اپنا فرض ہے کہ زکوٰۃ کے علاوہ بھی اپنی دولت راہِ خدا میں صرف کرو۔ کیونکہ اگر ایسا نہیں کرتے تو اپنی قوم اور ملک و ملت کی تباہی مول لیتے ہو اور خود اپنے ہاتھوں اپنی ہلاکت کا سامان کرتے ہو۔

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (سورہ بقرہ)

ترجمہ :- اے ایمان والو خرچ کرو اللہ کی راہ میں اور نہ ڈالو اپنے آپ کو ہلاکت میں ۔

غزوہ عسرت کا واقعہ مشہور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امداد کی اپیل فرمائی تو حضرت عثمان رضؓ نے تین سو اونٹ دس ہزار دینار چار ہزار درہم پیش کئے ، فاروق اعظمؓ کے یہاں جو کچھ تھا اُس کا آدھا لے آئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تو یہ کمال کیا کہ جو کچھ تھا سب ہی لاکر بارگاہِ رسالت میں پیش کر دیا۔ یہ ہے قومی اور ملی احساس جو ہر مسلمان میں ہونا چاہیئے جس کی بنا پر وہ خود آگے بڑھ کر اپنی دولت خرچ کرے ۔ جتنے زیادہ ولولہ اور شوق سے دولت خرچ کرے گا اتنا ہی زیادہ اجر و ثواب کا مستحق ہوگا ۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ ۔ وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَاءُ ۔

وہ لوگ جو اپنا مال راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں اس خرچ کی مثال اس دانہ

کی ہے جس میں سات خوشے نمودار ہوئے۔ ہر خوشے میں سو دانے

اور اللہ جس کو چاہتا ہے بڑھاتا ہے۔

بار ہا ایسا ہوتا ہے کہ ملکی ضرورتوں کے لئے حکومتیں پبلک سے قرض لیا کرتی ہیں۔ دینی اور ملی ضرورتوں کے لئے جو رقم صرف کی جاتی ہے اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں وہ ہمارے اوپر قرض ہے ہم اس کا انعام بہت بڑھا چڑھا کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضَاعِفَہٗ لَہٗ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً ۔ وَاللّٰہُ یَقْبِضُ وَیَبْسُطُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۔

کون ہے جو اللہ کو اچھا قرضہ قرض دے کہ اللہ تعالےٰ اسے بڑھا چڑھا کر کئی گنا کر دے اور اللہ ہی تنگی کرتا ہے اور فراخی دیتا ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

یعنی جو کچھ ہے اسی کا ہے تم خود بھی اسی کے ہو چند روزہ زندگی کے بعد اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔ پھر دل تنگی اور بخل کیسا۔ اللہ کی راہ میں دل کھول کر خرچ کرو۔

تعریف حکم اور شرطیں

تعریف زکوٰۃ مال کے اس خاص حصے کو کہتے ہیں جس کو خدا کے حکم کے موافق فقیروں، محتاجوں وغیرہ کو دے کر انھیں مالک بنا دیا جائے۔

حکم زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ قرآن مجید کی آیتوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی حدیثوں سے اس کی فرضیت ثابت ہے۔ جو شخص زکوٰۃ فرض ہونے سے انکار کرے وہ کافر ہے۔

شرطیں مسلمان، آزاد، عاقل، بالغ ہونا۔ نصاب کا مالک ہونا۔ نصاب کا اپنی حاجتوں سے زیادہ اور قرض سے بچا ہوا ہونا اور مالک ہونے کے بعد نصاب پر ایک سال گذر جانا۔ زکوٰۃ فرض ہونے کی شرطیں ہیں۔

پس کافر غلام، مجنون اور نابالغ کے مال میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے اسی طرح جس کے پاس نصاب سے کم مال ہو یا مال تو نصاب کی برابر ہو لیکن وہ قرضدار بھی ہے یا مال سال بھر تک باقی نہیں رہا تو ان حالتوں میں بھی زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

مال زکوٰۃ اور نصاب

کس کس مال میں زکوٰۃ فرض ہے (۱) مال تجارت میں (۲) سونے اور چاندی میں (۳) سونے چاندی سے بنی ہوئی تمام چیزوں میں جیسے اشرفی، روپے۔ زیور، برتن، گوٹا۔ ٹھپہ۔ آرائشی سامان وغیرہ، ان سب میں زکوٰۃ فرض ہے۔

سرکاری نوٹ سرکاری نوٹ، رسید کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جتنے کے نوٹ ہیں اتنی رقم آپ کی سرکاری بنک میں جمع ہے پس اگر یہ رقم بقدر نصاب ہے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔

جواہرات سچے موتی یا جواہرات پر زکوٰۃ فرض نہیں، چاہے کتنی ہی مالیت کے ہوں۔ البتہ اگر تجارت کے لئے ہوں تو زکوٰۃ فرض ہے۔

برتن اور مکانات وغیرہ تانبے وغیرہ کے برتن۔ کپڑے۔ مکان دوکان، کارخانہ۔ کتابیں۔ آرائشی سامان (جو سونے چاندی کا نہ ہو) دستکاریوں کے اوزار، خواہ وہ کسی

قیمت کے ہوں، خواہ ان سے کرایہ آتا ہو اُن پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے
البتہ اگر اُن میں سے کوئی چیز بھی تجارت کی ہے تو اُس پر زکوٰۃ فرض ہے۔

مال تجارت | جو مال بیچنے اور نفع کمانے کے لئے ہو، وہ مال تجارت ہے خواہ کسی قسم کا مال ہو، یہاں تک کہ اینٹیں پتھر مٹی کے برتن گھاس پھونس۔ اگر اُن کی تجارت کی جاتی ہے تو اُن پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔

نصاب کسے کہتے ہیں | جن مالوں میں زکوٰۃ فرض ہے اُن کی شریعت نے خاص خاص مقدار مقرر کردی ہے جب اتنی مقدار کسی کے پاس پوری ہو جائے تو زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے بس نصاب مال کی اس خاص مقدار کو کہتے ہیں جس پر شریعت نے زکوٰۃ فرض کی ہے۔

چاندی کا نصاب اور اس کی زکوٰۃ | چاندی کا نصاب باون تولہ چھ ماشہ ہے اور انگریزی روپیہ کے وزن سے جو ساڑھے گیارہ ماشہ کا ہوتا ہے ۵۴ تولہ ۲ ماشہ۔ اور جبکہ زکوٰۃ میں چالیسواں حصہ (۱/۴۰) دینا فرض ہوتا ہے تو ۵۴ تولہ ۲ ماشہ کی زکوٰۃ ایک تولہ چار ماشہ ۵/۲ رتی چاندی ہوگی۔

وزن کے لحاظ سے۔ اور دس درہم سات مثقال کے ہوتے ہیں۔ دو سو درہم ۱۴۰ مثقال کے ایک مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے تو ایک سو چالیس مثقال کا وزن چھ سو تیس ماشہ ہوگا جس کے ساڑھے باون ۵۲ ۱/۲ تولے ہوتے ہیں۔۔۔

سونے کا نصاب اور اس کی زکوٰۃ | سونے کا نصاب ساتھ تولے چھ ماشہ سونا ہوتا ہے۔ اس کی زکوٰۃ دو ماشے دو رتی سونا ہوئی۔

تجارتی مال کا نصاب | سونے چاندی سے تجارتی مال کی قیمت لگاؤ۔ پھر اگر اس کی مالیت نصاب کی برابر یا اس سے زائد ہو تو چاندی یا سونے کا نصاب قائم کر کے اس کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرو۔

اصل کے بجائے قیمت | (۱) اصل فرض تو یہ ہے کہ جس مال پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اسی کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دو۔

مثلاً اگر غلہ کی تجارت ہے تو تجارتی غلہ کا جس قدر اسٹاک ہے اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیدو۔ باقی یہ بھی جائز ہے اور ضرورت مندوں کی سہولت اگر اسی میں ہے تو یہی بہتر ہے کہ اس کی قیمت دیدو۔

(۲) اسی طرح اگر تمہارے پاس چاندی کے زیور یا برتن ہیں جن کا وزن مثلاً سو تولہ ہے تو فرض تو یہ ہے کہ ڈھائی تولہ چاندی دیدو۔ لیکن اگر ڈھائی تولہ چاندی کی قیمت کا کپڑا یا غلہ خرید کر دیدو وہ بھی جائز ہے۔

(۳) اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد رکھو کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ بہتر اور افضل وہ ہے جو ضرورت مند کی ضرورت کے مطابق ہو اور جس میں اُس کا نفع زیادہ ہو مثلاً جو بھوکا ہے اس کو غلہ دو۔ ننگے کو کپڑا دو۔ اگر بھوکے ننگے کو کسی تاجر نے کتابیں دیدیں تو اس کی زکوٰۃ تو ادا

ہو جائے گی مگر ضرورت مند کی ضرورت پوری نہ ہوگی وہ اپنی ضرورت پوری کرنا چاہے گا تو ان کتابوں کو آدھی تہائی قیمت پر بیچے گا اس سے اس کا نقصان ہوگا۔

(۴) یہ بھی یاد رکھو کہ چاندی کی زکوٰۃ اگر چاندی سے ادا کی جائیگی تو قیمت کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ وزن کا اعتبار ہوگا۔ مثلاً کسی کے پاس خالص چاندی کے سو روپے ہیں۔ سال گذرنے کے بعد اسے ڈھائی تولہ چاندی دینی چاہیئے۔ اب اسے اختیار ہے کہ وہ خالص چاندی کے دو روپے اور ایک خالص چاندی کی اٹھنی دیدے یا چاندی کا ٹکڑا ڈھائی تولہ کا دیدے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ لیکن اگر چاندی کا ٹکڑا ڈھائی تولہ کا قیمت میں دو روپے کا ہو تو دو روپے دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور اگر ڈھائی تولہ خالص چاندی تین روپے کی ہو تو زکوٰۃ میں تین روپے دینے ہوں گے ہاں اگر روپے بھی خالص چاندی کے ہوں تو ڈھائی روپے یعنی دو روپے خالص چاندی کے اور ایک اٹھنی خالص چاندی کی زکوٰۃ میں دی جائے گی

ادھورے نصاب

(۱) کسی کے پاس تھوڑی سی چاندی ہے اور تھوڑا سا سونا، دونوں میں سے نصاب کسی کا پورا نہیں ہے تو اس صورت میں سونے کی قیمت چاندی سے یا چاندی کی قیمت سونے سے لگا کر دیکھو کہ دونوں میں سے کسی کا نصاب پورا ہوتا ہے

یا نہیں۔ اگر کسی کا نصاب پورا ہو جائے تو اُسی کی زکوٰۃ دو۔ اور دونوں میں سے کسی کا نصاب پورا نہ ہو تو زکوٰۃ فرض نہیں۔

(۲) اگر کسی کے پاس صرف تین چار تولہ سونا ہے۔ اُس کی قیمت چاندی کے نصاب کی برابر یا اُس سے زیادہ ہے۔ لیکن چاندی یا چاندی کی کوئی بھی چیز اُس کے پاس نہیں ہے تو اس صورت میں اُس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

(۳) کسی کے پاس کچھ تجارتی مال ہے جو نصاب کی برابر نہیں ہے لیکن اس کے علاوہ کچھ سونا یا چاندی بھی اس کے پاس ہے تو اگر سب کے ملانے سے نصاب پورا ہو جاتا ہے تو اس مجموعہ پر زکوٰۃ واجب ہوگی ورنہ نہیں

زکوٰۃ کب ادا کی جائے

(۱) جب بقدرِ نصاب مال پر جو تمہاری ملک میں آیا ہے۔ چاند کے حساب سے سال پورا ہو جائے تو زکوٰۃ ادا کر دو۔ دیر لگانا اچھا نہیں ہے۔

---

[1] مثلاً چالیس تولہ چاندی ہے اور دو ماشہ سونا جس کی قیمت دس تولہ چاندی ہوتی ہے۔ اس صورت میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ کیونکہ دونوں کی مجموعی قیمت پچاس تولہ چاندی ہوتی ہے جو نصاب سے کم ہے۔ ہاں اگر چالیس تولہ چاندی کے ساتھ تین ماشہ سونا ہو جس کی قیمت پندرہ تولہ چاندی ہو تو زکوٰۃ فرض ہو جائے گی۔ کیونکہ چاندی کا نصاب ۵۲ تولہ ۶ ماشہ ہے جو پورا ہو گیا۔ یا مثلاً چھ تولہ سونا اور سو تولہ چاندی ہے جس کی قیمت ایک تولہ اور چھ ماشہ سونا ہوتی ہے تو سونے کا نصاب ۷ تولہ چھ ماشہ پورا ہو گیا۔ اس میں اختیار ہے کہ سونے کا چالیسواں حصّہ یا اس کی قیمت دو۔ یا چھ تولہ سونے کی بھی چاندی سے قیمت لگا لو اور جو مجموعی رقم چاندی کی ہوتی ہے اس کا چالیسواں حصّہ دیدو۔

(۲) ہاں اگر بقدر نصاب مال کے مالک ہونے کے بعد اگر سال گذرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کردو تو یہ بھی جائز ہے۔

نیت جب زکوٰۃ کی رقم کسی کو دو۔ یا کم از کم جب زکوٰۃ کی رقم علیحدہ کر کے رکھو، اُس وقت یہ نیت کرنا ضروری ہے کہ یہ مال میں زکوٰۃ میں دیتا ہوں یا زکوٰۃ کے لئے علیحدہ کرتا ہوں، اگر زکوٰۃ کا خیال نہیں تھا اور کسی کو روپیہ دیدیا، دینے کے بعد اس کو زکوٰۃ کے حساب میں لگا لیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ اسی طرح کسی کو قرض دیا تھا اب اس کو زکوٰۃ کے حساب میں لگا کر معاف کرنا چاہتے ہو تب بھی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اگر ادا رقرض میں اس کی امداد کرنی ہے تو اس کی صورت یہ ہے کہ اتنی رقم اس کو زکوٰۃ کی نیت سے دیدو پھر اُس سے اپنے قرض میں یہ رقم وصول کر لو۔

کیا بتانا ضروری ہے جس کو زکوٰۃ دی جائے اُس کو یہ بتانا ضروری نہیں ہے کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے بلکہ اگر زکوٰۃ کی نیت کر کے کسی غریب کو انعام کے طور پر یا کسی مفلس کے بچوں کو عیدی کے نام سے رقم دیدی جائے جب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

پوری یا تھوڑی زکوٰۃ کب ساقط ہو جاتی ہے (۱) سال گذرنے کے بعد ابھی زکوٰۃ نہیں دی تھی کہ سارا مال ضائع ہو گیا یا سارا مال

راہ خدا میں صرف کردیا تو اس کی زکوٰۃ بھی ساقط ہوگئی ۔

(۲) لیکن اگر سارا مال ضائع نہیں ہوا، تھوڑا مال ضائع ہوا یا تھوڑا مال خیرات کیا۔ باقی، باقی ہے تو جس قدر مال ضائع ہوا یا خیرات کیا اس کی زکوٰۃ ساقط ہوگئی۔ باقی مال کی زکوٰۃ ادا کرے ۔

مصارفِ زکوٰۃ

تشریح | مصارف جمع مصرف کی ہے جس شخص کو زکوٰۃ دینے کی اجازت ہے اُسے مصرفِ زکوٰۃ کہتے ہیں۔ مصارف زکوٰۃ سے وہ لوگ مراد ہیں جن کو زکوٰۃ دینا جائز ہے ۔

مصارف زکوٰۃ کون کون ہیں | اس زمانہ میں مصارفِ زکوٰۃ یہ ہیں ۔

(۱) فقیر یعنی وہ شخص جس کے پاس کچھ تھوڑا سا مال واسباب ہے لیکن نصاب کے برابر نہیں

(۲) مسکین یعنی جس شخص کے پاس کچھ بھی نہیں

(۳) قرضدار یعنی وہ شخص جس کے ذمہ لوگوں کا قرض ہو اور اُس کے پاس قرض سے بچا ہوا بقدر نصاب کوئی مال نہ ہو ۔

(۴) مسافر۔ جو حالت سفر میں تنگدست رہ گیا ہو اُسے بقدرِ حاجت زکوٰۃ دیدینا جائز ہے ۔

کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں

(۱) مالدار کو یعنی اس شخص کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے جس پر خود زکوٰۃ فرض ہے۔ یا اُس کے پاس نصاب کی برابر قیمت کا کوئی اور مال موجود ہے اور اُس کی حاجت اصلیہ سے فاضل ہے جیسے کسی کے پاس تانبے کے برتن روز مرّہ کی ضرورت سے زائد رکھے ہوئے ہیں اور اُن کی قیمت بقدر نصاب ہے۔ اس پر اگرچہ ان برتنوں کی زکوٰۃ دینی واجب نہیں ہے مگر اس کو زکوٰۃ کا مال لینا بھی حلال نہیں ہے۔

(۲) سید اور بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینی جائز نہیں ہے۔ اُن کی اگر خدمت کرنی ہے تو زکوٰۃ کے علاوہ کوئی اور رقم بطور ہدیہ پیش کیجئے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اُن کو جو خاندانی نسبت ہے اس کے احترام کا یہی تقاضا ہے۔

تشریح بنی ہاشم سے حضرت حارث بن عبدالمطلب، حضرت جعفر، حضرت عقیل، حضرت عباس اور حضرت علی کی اولاد مراد ہے (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

(۳) اپنے ماں باپ۔ دادا دادی۔ نانا نانی وغیرہ جو ان سے اوپر کے ہوں۔

(۴) بیٹا۔ بیٹی۔ پوتا۔ پوتی۔ نواسا نواسی وغیرہ جو ان سے

نیچے کے ہوں۔

(۵) خاوند اپنی بیوی کو۔ اور بیوی اپنے خاوند کو بھی زکوٰۃ نہیں دے سکتی۔

(۶) غیر مسلم (۷) مالدار آدمی کی نابالغ اولاد۔ ان تمام لوگوں کو زکوٰۃ دینی جائز نہیں ہے۔

کن کاموں میں زکوٰۃ کا مال خرچ کرنا جائز نہیں ہے جن کاموں میں کسی مستحق کو مالک نہ بنایا جائے اُن میں مال زکوٰۃ خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسے میّت کے گور و کفن میں لگا دینا۔ یا میّت کا قرض ادا کرنا۔ یا مسجد کی تعمیر یا مدرسہ کی تعمیر۔ مسجد یا مدرسہ کا فرش۔ لوٹوں یا پانی یا چٹائی وغیرہ۔ یا کتب خانہ کے لئے خرید کتب پر زکوٰۃ کا مال خرچ کرنا جائز نہیں۔

طلبہ علوم ہاں ضرورت مند طالب علموں کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے اور مدرسوں کے مہتمم صاحبان کو اس غرض سے کہ وہ طالب علموں پر خرچ کریں زکوٰۃ دینے میں مضائقہ نہیں ہے۔

زکوٰۃ کن کو دینا افضل ہے اول اپنے ایسے رشتہ داروں کو جن کا نفقہ خرچہ آپ کے ذمّہ نہیں ہے۔ جیسے بھائی۔ بہن۔ بھتیجے۔ بھتیجیاں۔ چچا۔ پھوپی۔ خالہ۔ ماموں۔ ساس سسر۔ داماد وغیرہ میں سے جو حاجتمند اور مستحق ہوں۔ انھیں دینے میں

بہت زیادہ ثواب ہے۔ ان کے بعد اپنے پڑوسیوں یا اپنے شہر کے لوگوں میں سے جو زیادہ حاجتمند ہو اُسے دینا افضل ہے۔ پھر جس کے دینے میں دین کا زیادہ نفع ہو۔ جیسے علم دین کے طالب علم۔

ادائے زکوٰۃ کا طریقہ

(۱) جس قدر زکوٰۃ واجب ہوئی ہے وہ مستحق لوگوں کو خاص خدا کے واسطے زکوٰۃ کی نیت سے دیدو اور اُسے مالک بنادو۔

(۲) مال زکوٰۃ سے فقیروں کے لئے کوئی چیز خرید کر اُن کو تقسیم کردو تو یہ بھی جائز ہے۔

(۳) کسی شخص کو اپنی طرف سے وکیل بنا کر زکوٰۃ کی رقم دیدو تاکہ وہ مستحق لوگوں پر خرچ کردے۔ یہ بھی جائز ہے۔

مگر کسی خدمت یا کسی کام کی اُجرت میں زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے البتہ عامل زکوٰۃ یعنی جو شخص زکوٰۃ وصول ہونے پر مقرر ہوتا ہے، قرآن شریف میں اُس کو بھی مستحق لوگوں میں شمار کرایا ہے۔ لہذا اس کی تنخواہ مالِ زکوٰۃ میں سے ادا کرنی جائز ہے۔

مالک مکان کب زکوٰۃ لے سکتا ہے کب نہیں لے سکتا

کسی شخص کے پاس ہزار دو ہزار روپیہ کا مکان ہے جس میں وہ رہتا ہے یا اُس کے کرایہ سے اپنی گذر کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اُس کے پاس کوئی

مال نہیں بلکہ تنگدست ہے، اُس کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔ کیونکہ یہ مکان اُس کی حاجتِ اصلیہ میں داخل ہے۔ البتہ جب حاجتِ اصلیہ سے کوئی مال زائد ہو اور وہ بقدرِ نصاب ہو تو اسے زکوٰۃ لینی جائز نہیں۔

ادائے زکوٰۃ میں غلطی اگر کسی کو مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دیدی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ سیّد تھا یا مالدار تھا یا اپنے ماں باپ یا اولاد میں سے تھا تو زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ پھر سے زکوٰۃ دینی واجب نہیں ہے۔

صدقۂ فطر

معنے | فطر۔ روزہ نہ رکھنا۔ یا روزہ رکھنے کے بعد کھولنا۔
صدقۂ فطر | وہ صدقہ جو رمضان کے ختم ہونے پر روزہ کھل جانے کی خوشی اور شکریہ کے طور پر ادا کریں۔
عید الفطر | خوشی منانے کا وہ دن جو ختم رمضان پر روزہ کھل جانے کی خوشی اور شکریہ کے طور پر منائیں۔

رمضان شریف جو رُوحانیت کی فصلِ بہار ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم اور بہت بڑا انعام ہے۔ کل شام ختم ہو چکا جس قدر توفیق ہوئی اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے ہم نے بھی حصّہ لیا۔ ہم اللہ کے بندے ہیں۔ بندگی کا تقاضا ہے کہ اُس کے انعام کے مکمل ہونے پر خوشی منائیں۔ اللہ کا شکر ادا کریں۔ اُس کی بڑائی اور عظمت کا زبان سے بھی اعتراف کریں اور عمل سے بھی اُس کا اظہار کریں۔ ہم نہائیں دھوئیں۔ صاف ستھرا لباس پہنیں۔ خوشبوئیں لگائیں۔ اُس کی بڑائی اور عظمت کا اقرار کرتے ہوئے گھروں سے نکلیں۔ ایک جگہ جمع ہوں اور دوگانہ شکر ادا کریں اور اس دوگانہ میں بھی خاص طور سے اُس

کی بڑائی اور کبریائی کا اعتراف کریں۔
مگر دیکھو خوشی منانے کے وقت اُن بھائیوں کو نہ بھولو جو ہم سے زیادہ غریب اور زیادہ ضرورت مند ہیں۔ ہم خوش ہیں تو پہلے اُن کو خوش کریں۔ اور جس طرح اللہ تعالےٰ نے ہم پر احسان کیا ہے ہم اُس کے بندوں پر احسان کریں۔ پس جب ہم نمازِ عید کو جانے لگیں تو جانے سے پہلے اُن کی ضرورتوں کا کچھ انتظام کر جائیں۔ اللہ تعالےٰ نے ایک حد مقرر فرمادی ہے کہ ان غریبوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اتنی مقدار تم اپنے پاس سے دیدو۔ اسی کو صدقۂ فطر کہتے ہیں۔ اس کے احکام یہ ہیں۔

صدقہ فطر کی مقدار اور اُس کے احکام

مقدار (الف) گیہوں۔ گیہوں کے آٹے یا ستو کا آدھا صاع (جو ۱۳۵ تولہ کا ہوتا ہے یعنی ایک سیر گیارہ چھٹانک۔ احتیاطاً پونے دو سیر) (ب) جو۔ جو کے آٹے۔ جو کے ستو کا پورا صاع (ساڑھے تین سیر) (ج) پونے دو سیر گیہوں یا ساڑھے تین سیر جو کی قیمت (د) جو اور گیہوں کے علاوہ کوئی اور غلّہ مثلاً چاول۔ باجرہ۔ جوار وغیرہ دیا جائے تو اتنا دیا جائے جتنا پونے دو سیر گیہوں یا ساڑھے تین سیر

جو کی قیمت میں آتا ہو۔ یہ ایک شخص کا صدقۂ فطر ہے۔

کس پر واجب ہوتا ہے ہر مسلمان آزاد پر۔ مرد ہو یا عورت۔ جبکہ وہ بقدر نصاب مال کا مالک ہو۔ صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے۔ اگر وہ کسی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھ سکا، تب بھی اُس پر صدقۂ فطر واجب ہے۔

زکوٰۃ اور صدقۂ فطر کے نصاب اور وجوب میں فرق زکوٰۃ یا صدقۂ فطر کے نصاب کی مقدار میں کوئی فرق نہیں ہے

۵۲ تولہ ۶ ماشہ چاندی کا جو زکوٰۃ کا نصاب ہے وہی صدقۂ فطر کا نصاب بھی ہے۔ فرق یہ ہے کہ زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے تو ضروری ہے کہ اتنی چاندی یا سونا اُس کے پاس نقد موجود ہو۔ یا اتنی قیمت کا کوئی تجارتی مال ہو۔ صدقۂ فطر واجب ہونے کے لئے ان تین چیزوں کی خصوصیت نہیں ہے کیونکہ صدقہ فطر کے نصاب میں ہر قسم کا مال حساب میں لے لیا جاتا ہے۔ ہاں حاجتِ اصلیہ سے زائد اور قرض سے بچا ہوا ہونا دونوں میں شرط ہے۔

پس اگر کسی کے پاس استعمال کے کپڑوں سے زائد کپڑے رکھے ہوئے ہوں یا روزمرہ کی ضرورت سے زائد تانبے۔ پیتل۔ چینی وغیرہ کے برتن موجود ہوں یا کوئی مکان اس کا خالی پڑا ہے یا اور کسی قسم کا

سامان اور اسباب ہے اور اس کی حاجتِ اصلیہ سے زائد ہے اور
ان چیزوں کی قیمت نصاب کی برابر یا زیادہ ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض
نہیں، صدقۂ فطر واجب ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ صدقۂ فطر کے
نصاب پر سال گذرنا بھی شرط نہیں ہے بلکہ اسی روز نصاب کا
مالک ہوا ہو تب بھی صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

صدقۂ فطر کس کس کی طرف سے دینا ہوتا ہے | ہر شخص مالک نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے
صدقۂ فطر دینا واجب ہے۔ لیکن نابالغوں کا اگر اپنا مال ہے تو ان
کے مال میں سے ادا کرے۔

کس وقت واجب ہوتا ہی (وقتِ وجوب) | عید کے دن صبح صادق ہوتے ہی یہ صدقہ واجب ہوجاتا ہے۔ پس جو
شخص صبح صادق سے پہلے مرگیا اس کے مال میں سے صدقۂ فطر نہیں
دیا جائے گا اور جو بچہ صبح صادق سے پہلے پیدا ہوا۔ اُس کی طرف سے
ادا کیا جائے گا۔

کب تک واجب رہتا ہے | جب تک ادا نہ کیا جائے۔ خواہ کتنی
ہی مدت گذر جائے۔

ادائیگی کا بہتر وقت | صدقۂ فطر ادا کرنے کا بہتر وقت یہ

ہے کہ عید کے دن عید کی نماز کو جانے سے پہلے ادا کر دو۔

رمضان میں صدقہ فطر | اگر کوئی شخص عید سے پہلے رمضان شریف میں صدقۂ فطر ادا کر دے تو یہ بھی جائز ہے لیکن اگر رمضان سے بھی پہلے مثلاً شعبان یا رجب میں ادا کر دے تو جائز نہیں ہے[۱]۔

صدقۂ فطر کن کن کو دینا چاہیئے کن کو نہیں | (۱) جن کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، اُنہیں صدقۂ فطر بھی دینا جائز ہے اور جنہیں زکوٰۃ دینی جائز نہیں انہیں صدقۂ فطر دینا بھی جائز نہیں ہے۔

(۲) جن کے پاس صدقۂ فطر کا نصاب موجود ہو وہ نہ صدقۂ فطر لے سکتے ہیں نہ زکوٰۃ۔ نہ کوئی اور فرض یا واجب صدقہ اُن کو لینا جائز ہے۔

(۳) ایک آدمی کا صدقۂ فطر تھوڑا تھوڑا کر کے کئی ضرورتمندوں کو دیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ کئی آدمیوں کا صدقۂ فطر ایک ضرورت مند کو دیدیا جائے۔

---

[۱] جیسے زکوٰۃ کے باب میں گذر چکا ہو کہ مالک نصاب ہونے کے بعد سال پورا ہونے سے پہلے کوئی شخص اس سال کی زکوٰۃ ادا کر دے تو وہ جائز ہے لیکن اگر ابھی نصاب کا مالک نہیں ہوا تھا کہ زکوٰۃ ادا کر دی وہ زکوٰۃ نہیں مانی جائے گی بلکہ اس کی طرف سے نفلی خیرات ہوگی۔

خطبات جمعہ و عیدین و نکاح

کتابستان کا یہ قابلِ قدر کارنامہ ہے کہ وہ جمعہ کے خطبات بڑی احتیاط کے ساتھ نہایت خوبصورت بلاکوں سے چھپوا رہا ہے۔ اس میں گیارہ خطبے وہ ہیں جو آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مختلف احادیث کی کتابوں میں مستند طور پر روایت کئے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ ہندوستان کے اکابر علمار یعنی سیّدنا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب، حضرت مولانا اسمٰعیل شہید، شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب رحمہم اللہ و قدس اسرارہم کے خطبے ہیں۔ ان کے علاوہ عیدین کے خطبے، استسقار اور نکاح کے خطبے، دعار عقیقہ، دعار نکاح۔ نکاح پڑھانے کا طریقہ۔ قربانی اور عقیقہ کا طریقہ۔ فطرہ، قربانی اور عقیقہ وغیرہ کے احکام ہیں اور بہت بڑی خصوصیت یہ ہے کہ دوسرے حصہ میں ان تمام خطبوں کے ترجمے بھی ایسے انداز میں دیئے گئے ہیں کہ پُرجوش تقریروں کے انداز میں عربی خطبوں کا پُورا مفہوم ادا ہوجاتا ہے۔ یہ ترجمے گویا تقریریں ہیں۔ سننے والوں پر ان سے خاص اثر ہوتا ہے اور بیان کرنے والوں کو تقریر کی مشق ہوجاتی ہے (زیر طبع) ایک کارڈ بھیجکر اپنا نام خریداروں میں درج کرا لیجئے